

رائی کا پربت

1

دونوں دشمنی درندوں کی طرح ایک درسے پر جمپٹ رہے تھے۔ ان کے جسموں پر بیاس کے بجائے جھنگے جھوٹے جھول رہے تھے۔ اور دونوں کے ہوتث ایک درسے کے لیوے سے برخ تھے۔ میں بھی موقع مانا درسے کے جنم پر مندرجہ مادتا تھا اور درس اور درد کی شدت سے بلبلہ کرنا سے زیادہ درندگی کا مظاہرہ کرتا۔ اسی طرح وہ ایک درسے کا گوش نوچت رہے۔ ان کے سروں اور دلاؤں کے بال بے تحاشا بڑھے ہوئے تھے۔

یہ جدوجہد کافی دیر سے جاری تھی۔ میں ان میں سے کوئی بھی درسے کو زیر نہیں کر سکا تھا۔ ان کی رانکلیں قریب ہی پڑپی ہوئی تھیں۔ اکثر وہ لڑتے لڑتے رانکلیں کی طرف بھی تھام پر ہوا جائیں۔ میں کامیابی نہ ہوتی۔ ان کے چاروں طرف اوپری اوپری چنائیں بھری ہوئی تھیں اور جھوٹے ہی قاطلے پر ایک تیز نالہ پر جردوں سے ٹکرا کر جماگ اڑاتا ہوا بہرہ تھا۔ ان کے سروں پر دو عقاب منڈلارہے تھے۔ کبھی ان عقلابوں کی تیز جھنگیں دور بیک بنائے میں لہراتی چلی چلتیں۔

وہ خونوار کتوں کی طرح خراتے ہوئے ایک درسے کو سمجھوڑتے رہے پہاڑی نالہ چنانوں کو سمجھوڑتا ہوا بہتر رہا اور عقاب فضائل چیختے رہے۔ فتحا ان میں سے ایک لکھڑا کر گرا اور درسے نے چمپٹ کر رانکل اٹھا۔ پھر گرے ہوئے آدمی کو اٹھنے کی مہلت تھی مل کی۔ البتہ اس کی جھنگی فضائل گوئی تھی رہیں۔ درس آدمی اس کے سر پر پا گلوں کی طرح رانکل کا کندہ مارہ تھا۔ بالکل ایسا معلوم ہوا تھا جیسے وہ اس رانکل کے کندے سے کوئی چنان تڑپنے کی گوش کر رہا ہو۔ ذرا ہمیں کسی دیر میں گرے ہوئے آدمی کا چہرہ گوشت کا لکھڑا ہو کر رہا گیا۔ وہ پہنچنیں کب کا ٹھٹھا ہوچکا تھا۔ میں اب بھی رانکل کا کندہ اسی زور و شور کے ساتھ اس کا لہو چاٹ رہتا تھا۔

آخ کار درس اور جسی بھی رانکل پھیک اس طرح گرپا جیسے کھڑے رہنے کی بھی سکت تھرہ تھی ہو۔ پہاڑی نالہ بہرہ کی نہیں ہے کاٹھ خیزیوں کے ساتھ بہرہ تھا اور عقاب فضائل پکار رہے تھے۔ درس آدمی ایک چنان پر ڈامپتارہ۔ کچھ دیر بعد اس نے پہنچی ہوئی آئین سے اپنے ہوت صاف کے اور اٹھنے کی گوش کرنے لگا۔ اس کے ہاتھ زمین پر لگے ہوئے کانپ رہے تھے۔ وہ بدقش تمام اٹھا اور لاش کی خلاشی لینے لگا۔ فتحا اس کے طبق سے عجیب سی آواز لگی۔ اسے خوشی کا نفرہ ہی کہا جا سکتا تھا۔ مگر شاید اس میں ایک کراہ بھی شامل تھی۔ وہ رانکل کی اس نسخی سی توپ کو رانکل پر رکھے جھٹ سے دیکھ رہا تھا جو مرنے والے کے ٹکڑت کوٹ کی جیب سے برآمد ہوئی تھی۔ اس توپ کی لمبائی زیادہ سے زیادہ تین اونچی ہو گئی۔ وہ اسے اس انداز سے دیکھ رہا تھا جیسے کسی بڑے خزانے کی کنگی ہاتھ آگئی ہو۔ شاید وہ مد خوش تھا اتنا خوش کر اپنے جسم کے رخص بھی یاد نہ رہے تھے۔ وہ حکم بھی یاد نہیں رہی تھی۔ جس نے کچھ دیر پہلے اسے زمین سے اٹھنے نہیں دیا تھا۔

توپ اس نے اپنے پھٹے ہوئے کوٹ کی جیب میں ڈالی اور لاش کو کھینچتا ہوا نالے کی طرف لے جانے لگا۔ مگر کچھ دور چلے کے بعد رک گیا۔ اس کی آنکھوں میں ٹھنکے آہار نظر آنے لگے تھے۔

تحوڑی دیر بعد وہ لاش کو دیں چھوڑ کر نالے کی طرف جا رہا تھا۔ تقریباً پندرہ میں منٹ تک وہ اپنے چہرے پر ٹھٹھے پانی کے چھینٹے دنارہ۔ اب اسے سچے معنوں میں حکم حسوس ہونے لگی تھی۔ وہ جاتا تھا کہ اگر اس نے یا سب بھرپانی نبیلی تو اپنی جگہ سے ہلا بھی نہ جائے گا۔ وہ اٹھا اور ایک طرف جل چا۔ اس کی رانکل کا نام سے سلک رہی تھی۔ وہ چل ترہا تھا کر جپاں میں ایک لکھڑا کا نام تھی۔ جس کے سر پر جھوک کھا کر گرا تھا اور پھر اس نے اسے سنجھنے کا موقع فیضیں دیا۔ وہ اب بھی اس کی قوت یاد کر کے کاپ جاتا تھا وہ جلے چلتے ایک گار کے سامنے رکا۔

یہیں سے اس جگ کا آغاز ہوا تھا۔ حریف نے اسی گار کے دہانے سے اسے لکھا تھا اور پہلے لکھا بھی چھپ گئی۔ وہ پربت، پربت، پربت۔ پربت۔ جیچ رہا تھا اور پھر اس کے بعد اس نے اس کی زبان سے کوئی درسِ الفاظ نہیں ساختا۔ وہ خاموشی سے لڑتا رہا تھا اور خاموشی سے مر گیا تھا۔ لکھارنے کے بعد اس نے اس پر فائز کیا تھا۔ میں وہ بھی اتنا ہڑی نہیں تھا۔ فتحی گیا۔ پھر دردوں چنانوں کی اوت لے کر کافی دریک ایک درسے پر قاتر کرتے رہے تھے۔ یہ چھپا ہوتا رہا تھا اور وہ اس کا تھا قرتا ہوا اس جگ آپنی تھا جہاں دردوں دست بدست بجگ پر مجھوڑ ہو گئے تھے کوئی دردوں نبی کے رائٹر رخص ہو گئے تھے۔ فتحی گار کے دہانے پر کھڑا کچھ سوچا رہا۔ پھر اندر دا ظال ہو گیا۔ چاروں طرف تارکی تھی پہنچنیں ہیتھا تارکی تھی یا اندر ہمیرے کی عادی نہ ہونے کی بنا پر آنکھوں نے تھوڑی سی دھنڈا ہٹ کو بھی تارکی میں تبدیل کر دیا تھا اس نے جیب

جو لیا دن بھر میں میں محیی بیٹھی رہتی اور اس کے درمیان ساتھی چڑھائی پر فکار کھلیتے پھرتے۔ انہوں نے بھی سوچا
تھا چلو چھاہی ہے فرمت کا جو لمحہ ہاتھ آئے نہیں ہے انہیں اس کی قسمی پرودا نہیں تھی کہ ان کے بیہاں آنے کا اصل
مقصد کیا تھا۔

ابتدا جو لیا ابھی میں جلا تھی۔ بھیں دراصل اس بات کی تھی کہ درمیان شکاری اسے دیکھ کر ہٹتے تھے کیونکہ اس
کی پوزیشن مٹھک خیز تھی۔ پانچ مردوں میں ایک گورن۔ جو لیا اپنے لئے ان کی طرف آمیز سکراہٹ دیکھی اور دوں ہی
دل میں کتاب ہوتی رہتی۔ بھی وجہ تھی کہ اسے اسی خیسے تک محدود ہو جانا پڑا تھا ورنہ جھرگ ہار کی نظاہک تھیں تھیں کہ کوئی
گوشہ نہیں ہو سکتا باہر زندگی اپنی تمام رعنایوں سمیت روایا تھی۔ لیکن جو لیا خود کو برسوں کی بیماریوں کرنے لگی تھی۔
خواہ گواہ احساس کرتی۔ اور سوچ رہی تھی کہ آخر سے بیہاں بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔
وہ خیسے کے دروازے کے قریب آ کر کھڑی ہوئی۔ باہر نظر تک ہر بھرے درخت نظر آ رہے تھے اور ان کی
چینوں پر چیلیں منڈلارہی تھیں۔

دھڑا ایک گوشے میں رکھے ہوئے تھے نامہ پر اشارہ موصول ہوا اور جو لیا خیسے کے درکاپڑہ گرا کر اس کی طرف
چھپی۔ بڑی تیزی سے ہیڈ فون کاٹوں پر ٹھٹ کے۔

”بیلو۔ جو لیا۔ جو لیا۔“ آواز آرہی تھی۔ ”ٹوچری فور۔ جو لیا۔ بیلو۔ جو لیا۔“

”جو لیا اسکا نک۔“ جو لیا نے پر اسامنہ ہنا کر کہا۔

”ایکس ٹو۔“

”لیکس“

”یہ بہت بڑی بات ہے کہ تم اس خیسے میں قید ہو کر رہ گئی ہو۔“

جو لیا کا پارہ آسان سے باٹھ کرنے لگا۔ اس نے دانت ٹھیں کر کہا۔ ”میں اسی خیسے میں ڈھن ہونا چاہتی ہوں۔“

”دہاں اتی دو۔“ جھیں اپنی یہ خواہیں یہیں غاہر کرنی تھی۔ ایکس ٹو کا الجہ بہت سر دھما۔

”میں بیہاں لوگوں سے آئکھیں ملائی ہوئی شرہائی ہوں وہ مجھ پر ہٹتے ہیں مجھے تھیر کھجتے ہیں۔“

”کیوں؟“

”کیا آپ نہیں جانتے کہ بیہاں کیسی گورنی آتی ہیں۔“

”میں جانتا ہوں۔ پھر۔“

”مجھے یہ پسند نہیں ہے۔“

”اچھا۔“ درمیان طرف سے آواز آتی۔ ”کیا تم ہالینڈ کی ملکہ بننا پسند کرو گی۔“

”میرا محکمہ اڑائیے جاتا۔“

”جو لیا! اگر جھیں یہ ملازمت پسند نہیں ہے تو میں ہر وقت تمہارے استھان کا استقبال کرنے کو تیار ہوں۔“

سے دیا سلاںی کمال کر جانا تھا۔ مکملی کی روشنی تھوڑی دور تک بھیل پھر وہ دیا سلاںیاں کھینچا ہوا آگے بڑھنے لگا۔
آخر ایک جگہ سے رک ہی جانا پڑا کیونکہ اسے بیہاں کھانے پینے کے کچھ برتن نظر آئے تھے وہیں ایک آئیں
اسٹو، بھی تھا اور تھر کے ایک بڑے گلے پر موی شمع نظر آرہی تھی۔ اس نے اسے روشن کر دیا اب وہ پاسانی گرد و پیش کا
جاائزہ لے سکا تھا۔ ایک گوشے میں ایک گھری کی نظر آتی۔

اس نے آگے بڑھ کر اسے کھول ڈالا۔ اس میں دو تین قیصیں تھیں ایک ڈپر تبا کو کھا اور کچھ کاغذات۔ کاغذات
کو اس نے الٹ پلٹ کر دیکھا اور اپنے کوٹ کی اندر وہی جیب میں ٹھوٹیں لے۔

پھر غار میں جہاں بھی ہی جاتے کی جگہ نظر آتی اس نے اس کا جائزہ ضرور لیا۔ کچھ دیر بعد وہ اس غار سے
کھل کر ایک طرف ہل پڑا۔

2

جھرگ ہار کی ٹکڑا گاہ آج کل کافی آباد تھی۔ جگد جگد خیسے ایسا تارہ نظر آتے تھے اور اکٹھنے کے سازوں کی
آوازیں ان سے بلند ہوئے گئی تھیں۔ بعض شکاریوں کے پاس ریٹن یویٹ بھی تھے۔

جھرگ ہار کے جگل میں آج کل ہر وقت مٹکل رہتا تھا۔ ادھر ترائی میں تو ہر وقت فنا میں نعمات اور قیمتی
چکراتے رہج۔ ٹھنڈا کی جانب چڑھائی پر دون بھر را ٹکلوں کی آوازیں گوئی تھیں۔ یقین اب تھے زیادہ کئے جگل نہیں
ہیں جتنے چڑھائی پر ہٹتے ہیں۔ جتنی زیادہ بلندی پر جائیے اب تھے ہی زیادہ دشوار گزار جگلوں سے ساہب چڑھتا ہے۔

جھرگ ہار تو بڑی بہ نظر آ جا گدھے ہے۔ ہر وقت سر دھوا پھٹی رہتی ہے اور طبیعت اتنی بھلی رہتی ہے جیسے پھیپھدوں کو
مر سے اسکی ہوا کی طاش رہی ہو۔ اس میں جگلی پھولوں کی بھی بھی بھک بھکی اسکی ٹھنڈی ہوئی ہے۔ بیہاں اکھوں
چلے ٹکاری اپنے ساتھ گورنیں بھی لاتتے ہیں۔

لیکن جو لیا ناٹھڑا اسکی مٹکل ٹکاری کی جگہ پسند ہوتے ہوئے بھی آئی تھی۔ ایک خیسے میں فردش تھی اور اس کے
خیسے کے گرد بکٹھ سردوں کے درمیان مبڑوں کے خیسے تھے۔ ان میں سے صرف صدر غائب تھا۔

بیہاں ان کی آمد کا مقصد سیرہ ٹکاری کی مٹکل کھینچنے کا مشورہ دیا ہو۔ بہر حال انہیں اس وقت تک جھرگ ہار میں تیم رہتا تھا
جب تک کہ اکھوں والی کا حکم نہ دیتا۔

جو لیا! بھیں میں تھی وہ دن میں کئی پارٹ نامہ پر ایکٹھو سے مٹکل کرنی تھیں وہ صرف ان لوگوں کی خیرت پر چلتا
تھا اور خوش رہنے کا مشورہ دے کر سلسلہ مٹکل کر دیا تھا۔

ان کے پاس مخصوص ساخت کے نامہ پر جس سے منتشر ہوتے والی آواز صرف اسی حکم کے نامہ میں سنی
جا سکتی تھی۔

جو لیا پھر دانت چیں کرہ گئی۔

"بیٹو۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"لیں"

"میں نے کیا کہا ہے۔"

"کیا آپ نہیں سچ کئے کہ میں کس پوزیشن میں ہوں۔"

"تم بہت اچھی پوزیشن میں ہو۔ سوائے اس کے کچھ لوگ تمہارے سخت غلطی میں جلا ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ غلطی میں بچا رہیں۔ کیونکہ تمہیں اسی حیثیت سے ایک کام کرنا ہے۔"

"اسی حیثیت سے۔" جو لیا کی آواز کا نبیغی۔

"ہاں اسی حیثیت سے۔" مجھے دراصل اپنے ماتھوں میں ایک ایسی عورت کی ضرورت تھی جو بظاہر عورت لین بپاٹن مرسد ہو۔ کیا میں بچاؤں کے سیر اتنا تھا غلط تھا۔"

"نہ نہیں۔ شہریے۔ مجھے کیا کرنا ہوگا۔"

"فی الحال تم خیسے سے باہر نکلو۔ دوسروں سے الگ تھلک رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پچھلی رات جب ایک شکاری نے اپنے جلے میں تم سب کو دو کیا تھا تو تم وہاں نہیں گئی تھیں۔"

"تی ہاں ایں نہیں گئی تھی۔"

"اب تم جاؤ گی۔ سمجھیں! کیا تم خدا پری خاتمت نہیں کر سکتیں۔"

"کر سکتی ہوں۔"

"پھر اس کی پروانہ کرو کر لوگ تمہیں کیا کہتے ہیں۔ بیش اس پر نظر رکھو کہ تم کیا ہو۔ کیا میرے دوسرے ماتھوں تک تم ہی پیشاتاں نہیں پہنچا تھیں اب وہاں بھی تم ہی ان کی انچارج ہو۔"

جو لیا کچھ بولی۔

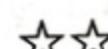
"بیٹو۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"لیں سر۔"

"مجھ تھی ہے کہ اب تم خیسے ہی تک مدد و نذر ہو گی۔"

جو لیا کے سخت سے بھرا ہوئی آواز لکھی پڑیں اس نے "ہاں" کہا تھا۔ یا "نہیں"

بہر حال دوسری طرف سے آواز آئی بندہ ہو گئی۔



بلیک زیر و بھی جبرگ ناری میں تھیں تھا۔ لیکن یکرٹ سروں کے سمبراں کی خصیت سے واقع نہیں تھے اسے

دائی کا پھر بہت

صرف عمران ہی چانتا تھا اور بلیک زیر و بھی چانتا تھا کہ ایک سلوکون ہے۔
 فکار گاہ میں وہ تھا تھا لیکن اس نے اپنا خیسے دوسروں سے اگر نسب نہیں کیا تھا۔ وہ دوسرے فکار یوں سے مٹا
 جانا بھی تھا اور ان کی بھجو باؤں کو اسکی نظروں سے دیکھنا تھا جیسے اسے اپنی تھائی پر رونا آتا ہو۔ لیکن وہ ایک شاندار ایکٹر تھا
 ... بعض اوقات اس کی اداکاری بھی حقیقت ہی معلوم ہونے لگتی تھی۔ ورنہ وہ اگر عورتوں کا شائق ہوتا تو عمران کی نظر
 اتھاب اس پر ہرگز نہ پڑتی۔
 اس وقت وہ آج کے فکار کی تیاری کر رہا تھا کہ رُنگھر پر اشادہ موصول ہوا۔ اس نے خیسے کے درکا پر دہ گرا
 دیا اور کافنوں پر ہیڈ فون چڑھاتا ہوا بوللا۔
 "بیٹو۔"
 "بیٹو۔" دوسری طرف سے آواز آئی اور اس نے آواز پہچان لی۔
 دوسری طرف سے بولنے والے اگر عمران تھی تھا۔
 "بیٹو۔" دوسری طرف سے پھر کہا گیا۔
 "لیں سر۔" بلیک زیر و بھی اسکے تھے۔
 "میں بھی اپنی سکرٹی سیست آرہا ہوں۔ ایک خیسے کا انعام کرو۔"
 "بہت بہتر جاتا۔" بلیک زیر و خوش ہو کر بولا۔ "ابھی مجیدار کے پاس بہت سے خیسے قاتو ہیں۔ مگر آپ کب
 تعریف لارہے ہیں۔"
 "کل شام تک جتنی جاؤں گا۔"
 "بہت بہتر جاتا۔" میں ابھی تک ان لوگوں کو نہیں پہچان سکا۔"
 "انفرمات کرو۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور سلسہ متعاقب ہو گیا۔
 بلیک زیر و حقیقتاً خوش نظر آرہا تھا۔ اس نے اب فکار پر جانا ملتی کر دیا۔ وہ آج ہی عمران کے لئے خیسے کو
 کرادھا چاہتا تھا۔
 یہاں خیسے بہت آسانی سے مل جاتے تھے فکار کے بیزنا میں جگلات کے مجیداروں کو خیسے کرائے پر دینے کے
 سلسہ میں خاصی آمدی ہو جاتی تھی۔ اس نے فکار کا سیزنا شروع ہوتے ہی وہ یہاں خیسے اٹاک کرنے لگتے تھے۔

3

تو ہیر، چوہاں، کیپٹن خاور، بالٹشت صدیقی اور سارجنٹ نعمانی ساتھ ہی فکار کے لئے لگتے تھے۔
 فکار کے علاوہ اور سب بہت اچھے مودوں میں تھے اور خوب چوکر ہے تھے۔ فکار کا موڑ بھی خراب تھا جوں کہا جا سکا
 تھا کمرہ خاموش تھا۔ کبھی بھی ان کی طرف بھی متوجہ ہو جاتا تھا اور اس کے ہذتوں پر خیسی کی سکراہٹ نظر آتے گئی۔
 رائی کا پھر بہت

اس کے ساتھیوں کو اس خاموشی پر جرت بھی نہیں تھی کیونکہ خاور ویسے بھی کم غن آدمی تھا۔
مگر اس وقت تو وہ بھنی میں تھا۔ خاموشی کی کم تھی نہیں تھی۔

جب وہ ٹھلا کے لئے تیاری کر دیا تھا تو اسے ٹانسکر پر ایک بڑے اسرار پیغام ملا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ
آن اپنے ساتھیوں کو خار کے لئے ایک محسوس مقام پر لے جائے۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں ایک پہاڑی نالہ شمال شرقی کی
پہاڑیوں سے آکر جھرگ نار کی طرف مڑا تھا۔

خیر یہ تو کوئی ایسی بات نہیں تھی۔ سب سے زیادہ جرت ایکنیز ہدایت یہ تھی کہ خاور اپنے ساتھیوں کا سامان اور
ایک عدد سو سوٹ من قیسی بھی لے جائے جنک اس کی خرض اور عایت نہیں بتائی گئی تھی۔ خاور ایکٹھوں کے احکام کی تبلیغ بے پہاڑ
چھا کرنا تھا۔ اور اس کی خواہش تھی کہ اس کے درسے ساتھی بھی بھی کیا کریں وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے ایکٹھوں کے ان
کا تذکرہ ان سے کر دیا تو سب مل کر اس کا داماغ چاٹ ڈالیں گے اور کام کا وقت قیاس آرائیوں کی نذر ہو جائے گا لہذا
صرف انہیں نالے کے موڑ کی طرف لے جا رہا تھا۔ اس نے خیال ظاہر کیا تھا کہ اور چل بکثرت ملتے ہیں۔ لہذا آج اس
بھی دیکھا جائے۔

وہ نالے کے موڑ پر پہنچ کر رک گئے۔ یہ بڑا گیب و فریب خط تھا۔ نالے کے موڑ سے جنگلوں کا سلسہ اس
طرح غالب ہو گیا تھا جیسے کہ ٹینکن پہنچے میں خیدی ہو گیا تھا جائے۔ نالے کی درسی جانب نکل اور بھروسے رنگ کی
دشوار گزار پہاڑیاں تھیں اور ان کا سلسہ شمال شرق میں صدھا میل تک پھیلتا چلا گیا تھا۔ گویا وہ نالہ ہرے بھرے
پہاڑیوں اور نکل پہاڑیوں کے درمیان ایک قدرتی حد بنا تھا۔

"خاور... خوبیر نے اسے چاہلپ کیا۔" کیا تم اس نالے کا پانی پینے کے لئے بیہاں آئے تھے۔
"بیہاں شکار کہاں ہے۔"

"اوہ... وہ" خاور نے مچکی سکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "میں نے سچا تھا ممکن ہے جو بھی بیہاں پانی پینے کے لئے
آتے ہوں۔"

خوبیر نے اس طرح ایکسیں پھاڑ کر خاور کو دیکھا ہیے اپنے کالوں پر احتیار نہ ہو۔ یہیے خاور کا داماغ خراب ہو گیا
ہو۔ کیونکہ اس کی زبان سے اس قسم کے پچکانہ جملے غیر تحقیق تھے۔ خاور عام حالات میں ایک سمجھیدہ اور قلقوی حرم کا آدمی
بنتا ہوا تھا اس کا یہ جملہ اس کے ساتھیوں نے جرت سے سن۔

"تم اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو مجھے۔" خاور نے شش کر کہا۔
"کچھ نہیں۔" خوبیر پستور سے گھوڑا ہوا بولتا۔ "تم مجھے سے کچھ چھپا رہے ہو۔"
"اگر ہم کچھ دی بیہاں بیشیں تو کیا حرج ہے۔" خاور نے کہا۔
"نہیں، ہم بیہاں نہیں بیشیں کے۔"

"تمہاری مرضی۔" خاور لاپرواں سے بولا۔ "میں تو بیٹھوں گا۔"

"آخر بات کیا ہے۔" چھاں نے پوچھا۔
"ایکٹھوں کا حکم۔"

"خوبیر نے ایک طویل سانس لی اور نہ اس امنہ نہ کرو درسی طرف دیکھنے کا پھر کچھ دیر بعد غصیلے لہجے میں بولا۔
"ہم لوگ بالکل تھے کہ چھاں کی طرح اس کے پیچے ہم ہلاتے ہوئے گل رہے ہیں۔"
"آفیسری تھہرا۔" خاور کا جواب تھا۔

"آفیسر۔" خوبیر دانت میں کرہہ گیا۔
"کیوں کیا تھیں اس کے آفیسر ہوتے سے الٹا رہے۔" خاور سکرایا۔
"وہ آفیسر سے بھی زیادہ کچھ اور ہے۔" خوبیر نفرت ایکنیز لہجے میں بولا۔
"کوئی بُری روح جو ہم سے چھٹ گئی ہے۔"
"جھٹری اور نشاڑا کیچھا تو تپوٹ گیا اس بُری روح سے۔" خاور نے کہا۔ "تم اگر چاہو تو تم بھی گلو غلامی
کر سکتے ہو۔"

"یار تم نہیں کہتے۔" چھاں آنکھ مار کر بولا۔ "یہ سو فصلی محنت کا قصد ہے۔"
"بے کار بکواس مت کرو۔" خوبیر چھڑ گیا۔
"اگر تم... چھاں خاور سے کہتا رہا۔" کسی محنت کی اور کے پھر میں ہوتا اس کی
اور کے لئے تمہارے پاس گالیوں کے علاوہ اور کیا ہوگا۔"
"آہ... وہ ایکس نو کے پھر میں ہے۔" خاور سکرایا۔
"سو فصلی" چھاں نے کہا۔ "وہ اسیں رہا کرتی ہے کہ کسی طرح ایکٹھوں کی غصیت سے واقف ہو جائے۔"
"تم نہیں بند کرو گے بکواس۔" خوبیر کو باقاعدہ طور پر حسرا گیا۔
"اوہ... وہ یہک خاور اچھل کھڑا ہو گیا۔"

سانے کے ایک نکل درے سے ایک ٹکڑتھاں آدمی لگڑا ہوا اکٹھا تھا اور ہاتھ ہلاتا ہوا ان کی طرف آرہا تھا۔
اس کے جسم پر لباس کے بجائے چھترے جھول رہے تھے کاندھ سے سے رائفل لٹکی ہوئی تھی۔ سر اور داڑھی کے پال اس
طرح بڑھائے ہوئے تھے کہ وہ پتھر کے زمانے کا کوئی آدمی معلوم ہو رہا تھا۔
نالے کے کنارے پہنچ کر اس نے شانے سے رائفل اتار دی اور اس کا کندہ پانی میں ڈال دیا۔ پھر وہ اسی طرح
کھڑا کی اندرازہ کرتا ہوا نالا پار کرنے لگا کبھی کبھی اس کے قدم لٹکدا بھی جاتے تھے۔ لیکن وہ کسی طرح سنجیلی
جانا تھا۔

"اوہ... ارے..." دھٹکا خاور بولا۔ "یہ تو صدر ہے۔"
ساتھی دنالے کی طرف جھپٹا اور اسے سہارا دینے کے لئے پانی میں اتر گیا۔ بیہاں بہاؤ میں تو پوریں تھا۔ ورنہ
راتی کا پھربت

شائد صدر ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکتا۔

"وہ خاور کا سہارا لے کر بڑھ لیا۔ مجھے مشبوقی سے پکڑ دا ب مجھ میں سکت نہیں رہے گی۔ میں بہت تھک گیا ہوں۔"

"تم اپنے بوجہ محمد پر ڈال دو... بالکل فکر نہ کرو۔" خاور نے فرم لجھ میں کہا۔

وہ اسے کھارے لایا اور صدر بے دم ہو کر زمین پر گر گیا۔ اس کا جسم بخار کی شدت سے چپ رہا تھا۔ وہ سب اس کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ انہیں اسے اس حال میں دیکھ کر حیرت ہوئی تھی کیونکہ انہیں یہ معلوم تھا کہ صدر دو ماہ کی رخصت ہے۔ آج سے ایک ماہ پہلے اس نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔

"مگر مجھے ایک نئے یہ نہیں بتایا تھا کہ میں کہڑے لے جاؤں۔" خاور بڑھ لیا۔ "شیخ گاہ کا سامان کیوں لے جاؤں۔ بس یہ کہا تھا کہ تم بھی سمجھتے کہ میں مذاق کر دہاں یا میرا دماغِ الٹ گیا ہے۔"

کوئی کچھ بولا وہ سب صدر کو تشویش کن نظر میں سے دیکھ رہے تھے اور صدر آگھیں بند کے گھری سائیں لے رہا تھا۔

"اسے اخواز لے چلیں۔" تجویز آتھ سے بولا۔

"یہ نہیں۔ سب سے پہلے شیخ کرنا ضروری ہے اور بابا کی تبدیلی۔" خاور نے کہا۔

"کہیں جو جو تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔" تجویز بولا۔

"آہ۔" پھر ایکسو نے بابا اور شیخ گاہ کا سامان کے لئے کیوں تاکید کی تھی۔

"اس کا بھی دماغ چل گیا ہوگا۔"

"ای لئے اس نے اس کام کے لئے مجھے تدبی کیا تھا۔" خاور سکریا۔ پھر سمجھی گی سے بولا۔ "اب مجھے اس کی حالت درست کرنی چاہئے۔"

ان لوگوں کے ہنسنے اور سکرانے کی پرواہ نہ کر کے خاور نے اس کا شیڈ بنایا اور پھر چوہاں کی مدد سے اس کا بابا تبدیل کر دیا۔ صدر روشنی میں تھا۔ اس کی آگھیں کھلی ہوئی تھیں البتہ وہ کچھ بول نہیں رہا تھا۔ لیکن جب تجویز نے وہ پٹلی کھوئی چاہی جو اس کے سینے پر بندگی ہوئی تھی تو وہ بول پڑا۔ "نہیں اسے مت کھوا ل۔"

"کہوں۔"

"نہیں!" صدر نے سخت لہجے میں کہا۔ "میں اس حالت میں بھی ہر اس شخص کو سزادے سکتا ہوں جو ایک نوکی حکم عدالی کرنے کی بہت کرے۔ یہ ایک طوکرا حکم ہے کہ اس پٹلی کی چیزیں عمران کے علاوہ اور کسی کوئی دکھائی جائیں۔"

"ادھ۔" تجویز نے مُسامِہ بنایا کر کہا۔

"مگر عمران یہاں ہے کہاں۔" چوہاں نے کہا۔

"میں اس کی تلاش میں بڑھا ہو سکتا ہوں لیکن ایکسو کے حکم سے سرتانی نہیں کر سکتا۔ لہذا مجھے اس مسئلہ پر دکھنے

دائی کا پھر بہت

ہنپڑا ہو سکتا ہے میں آج یہ مر جاؤں اس صورت میں حکم ملا ہے کہ یہ پٹلی خاور کے پر دکی جائے اور انہیں بھی بھی
ہدایت کر دی جائے کہ وہ اسے عمران کے علاوہ اور کسی کو نہ دیں۔"

"مگر یہ تمہارے جسم پر زخم کیسے ہیں۔" خاور نے تشویش کن لجھ میں کہا۔ "یہ صرف دانتوں کے ہی نشانات
ہو سکتے ہیں۔"

"پھر اطمینان سے ہتاں گا مجھ سے بولا نہیں چارہ تھا۔" صدر نے کہا اور نچلا ہونٹ دانتوں سے دالا۔
دو لوگ اسے وہاں سے لے جانے کی تیاری کرنے لگے۔

4

دوسرے دن شام ہک عمران اور روشنی جبرگ نار پہنچ گئے۔ وہ جمال پر دکھ ہواںی جہاز سے آئے تھے اور جمال
پر سے یہاں تک کا سفر لاری سے کرنا پڑا تھا۔

بیک زیر کو علم تھا کہ اس کی سیکریٹری روشنی اس کے ساتھ ہی رہتی ہے۔ لہذا اس نے دو خیموں کی ضرورت نہیں
محسوں کی تھی۔ ایک یہ خیمے میں دو بستروں کا انتظام کر دیا گیا تھا۔ خیمے تک ہنپڑا نے کہ بعد بیک زیر و عمران کی ہدایت
کے مطابق ان سے اگل ہو گیا اور اس پہلا ہنپڑا سے کوئی تعلق نہیں رکھتا تھا۔

روشنی کو یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ عمران یہاں کیوں آیا ہے۔ دار الحکومت سے روشنی کے وقت اس نے روشنی سے کہا
تھا کہ وہ اپنی خالد کی ساگرہ میں شرکت کے لئے جمال پر جا رہا ہے لہذا اگر وہ بھی اس کے ساتھ چلا جائے تو اسے خوش
ہو گی۔ روشنی نے یہ تجویز بے چون و چامان لی تھی۔ بلکہ اس پر خوش بھی ہوئی کہ عمران اسے اپنے اعزاز سے طانا پسند
کرتا ہے اس کی عرصہ سے خواہش تھی کہ وہ عمران کے قریب عزیز دن سے بھی ملے۔

لیکن جمال پر کے ہواں اڑائے سے عمران نے کسی سے فون پر گفتگو کرنے کے بعد اس اطلاع دی تھی کہ اس کی
خالد نے جبرگ نار کے جنگلات کا شکر لے لیا ہے اس نے ساگرہ کا جشن دیں برپا ہو گا اس بے کی... پر روشنی نے اسے
اتی صلوٰاتیں سنائی تھیں کہ عمران الگیوں پر ان کا شکر کرنے سے قصر رہا تھا۔

بیک زیر کے رخصت ہوتے ہی روشنی اس پر جھپٹ پڑی۔
"تم اس طرح مجھے آٹو کیوں بنایا کرتے ہو۔"

"اوہ... سنتو تو کسی ایک بار تم نے کہا تھا کہ تم بارہ سکھے پر پٹلی کر رہتی کا فکر کر سکتی ہو۔"

"اب تھریت اسی میں ہے کہ یہاں اس طرح لانے کی وجہ تھا تو، درست جھیں پچھتا ہو پڑے گا۔"

"کیا جھیں لا کر بھی پچھتا ہو پڑے گا۔" عمران نے مایوسانہ لجھ میں پوچھا۔

اور روشنی اسے اس طرح کھوئنے لگی جیسے کچا کچا جائے گی۔ غالباً وہ سوچ رہی تھی کہ اسے اب کیا کرنا چاہئے۔

ومر ان نے صندوق سے نر اسکلر لٹالا۔ روشنی خاموشی سے دیکھتی رہی۔

"بیل... جولیا... قیڑواڑ..." عمران کہہ رہا تھا "بیلوں لیں... عمران جبرگ نارہنگی کیا ہے... اگر صدر کی

حالت بہتر ہو تو سے عمران کے خیے میں بیچ دو۔" اور ایڈن آل۔"

عمران نے ہیڈ فون اتار دیئے اور روٹی آکسیس نیال کر بولی۔ "تو یہ کہو جولیا بھی سینک ہے اور شاید تمہارے درسے ماتحت بھی ہوں؟ کیا محاملہ ہے۔"

"وہ سب فکار کھلی رہے ہیں۔" عمران سکرا کر بولا۔ "ایکسوکی پوری ٹھم فکار کھلیے گی۔" "کیا قصہ ہے۔"

"قصہ یہ ہے کہ جب حاتم طالی شہزادہ شتر بے مہار چیا کوئی کو گرد اسپر کا گز کھلا پکا تھا تو۔"

"بس، بس۔" روٹی ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "جنم میں جاؤ میں کچھ نہیں پوچھوں گی۔ ٹھن کان کھول کر سن لو۔ کہ۔"

"ایک منٹ۔" عمران نے پوکھلائے ہوئے لپجھ میں کہا۔ اور پھر اپنے دونوں کان اکھاڑنے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔ "کان تو کھول لینے دو پھر آگے سنانا۔"

"کچھ نہیں... اچھی بات ہے۔" روٹی سر ہلا کر بولی۔ "میں صرف یہ کہنا چاہتی تھی کہ میں تمہارے لئے کوئی کام نہ کروں گی۔"

"نہیں... اتنا کام ضرور کرو کے۔ ہبھ.. ٹھہرو۔"

اس نے دوبارہ ہیڈ فون کان پر چڑھاۓ اور بیلک زیر دے رابطہ قائم کر کے اپنے خیے کا گل و قوع معلوم کیا اور پھر جولیا ناقڑواڑ کو قاتل کر کے میا کر کوہاں بیٹھے۔ اس دوران میں روٹی اسے گھومنی رہی تھی۔ لیکن جیسے ہی عمران نے اسکی صندوق میں بند کر کے اس کی طرف ہڑا اس کے پھرے سے لاپرواں اور بے تلقی خاہر ہونے لگی۔

عمران نے بھی اسے نہیں چھیڑا۔ شاید اس وقت خود بھی خاموش رہتا چاہتا تھا۔ کچھ دیر بعد روٹی نے اس کے پھرے پر گھرے ٹھرات کے آنار دیکھنے تریا آدمی سے کھٹے بند صدر خیے کے در پر نظر آیا۔ وہ تمباخا عمران اس طرح ہاتھ پھیلا کر اس کی طرف دوڑا جیسے یہ ملاقات بالکل اتفاقی طور پر ہوئی ہو۔ صدر نے البتہ کسی حرم کی گرمی کا انکھار نہیں کیا۔ اس کی حالت انکی نہیں تھی کہ تھی اور جسمانی کسل پر کوئی چند بہزادی ہو سکتا۔ وہ بیدی کری میں گر گیا۔

"میں زیادہ دیر تک نہیں بیٹھ سکوں گا عمران صاحب۔" صدر نے کمزور آواز میں کہا۔

"اوہ اچھا نیک ہے۔" عمران نے روٹی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تم ذرا دیکھو میں نے سامنے والے سیر کے درخت پر ایک بند دیکھا تھا مگر یہاں بند نہیں پائے جاتے۔ میں یقین کرنا چاہتا ہوں کہ وہ بند نہیں تھا۔"

"یقین کر کوہہ بند نہیں تھا۔" روٹی اٹھنی۔ وہ باہر نہیں چانا چاہتی تھی۔

"کیسے یقین کرلوں... تم چاکرو کیے آؤنا... شایش۔"

روٹی اسے کھا جانے والی نظر دیں۔ دیکھتی ہوئی باہر جلی گئی۔

"آپ بیمار معلوم ہوتے ہیں مسٹر صدر۔" عمران نے آہت سے کہا۔

"بہت زیادہ عمران صاحب۔" صدر کمزور آواز میں بولا۔ "میرے خدا میں نے ایک ماہک جانوروں کی طرح زندگی برکی ہے۔ ہاں شہر یئے کیا آپ کو کمل رپورٹ دینا پڑے گی۔"

"نہیں مجھے رپورٹ سے کوئی سروکار نہیں۔" عمران بولا۔ "مجھے سے صرف اتنا کہا گیا ہے کہ جو کچھ آپ مجھے دیں اسے اختیاط سے رکھوں۔"

صدر نے اور احمد دیکھ کر کچھ کاغذات اور بھیکل کی ایک تھی اسی توپ جیب سے ٹکالی اور عمران کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ "اب آج رات میں سکون سے سو سکوں گا۔"

عمران نے کاغذات یا توپ کا جائزہ لئے بغیر انہیں جیب میں ٹھوٹس لیا۔ وہ صدر کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

"اب مجھے اچاہت دیجئے۔" صدر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "کیا آپ کو علم ہے کہ تم سب سینی موجود ہیں۔"

"اوہ۔" عمران اس طرح چوٹکا تھیسے یہ اطلاع اس کے لئے بالکل تی اور حرجت انگیز رہی ہو۔ پھر سکرا کر پوچھا۔ "کیا وہ بھی ہے۔ یعنی کہ... وہ..."

"جو لیا۔" صدر سکر لیا۔

"آہا۔ پہنچنیں کیوں میں اس کا نام بیش بھول جاتا ہوں۔ لیکن کیا وہ فکار کیلئے آتی ہے۔"

"پہنچنیں۔ ان لوگوں کو نہیں معلوم کروہ یہاں کیوں بیٹھے گئے ہیں۔"

"مگر، یہ ایکس ٹوہمی بھے پاگل معلوم ہوتا ہے۔"

"مجھے تو طریقہ کار بے حد پسند ہے۔" صدر نے سر ہلا کر کہا۔

"شاید آپ بھی کافی دنوں تک دھکے کھاتے رہے ہیں۔" عمران سکرا کر بولا۔

"کچھ بھی ہو۔ مجھے بہر حال بہت شاید آفیسر لامہ اور میں ایسے ہی آفیسروں کے تحت کام بھی کر سکتا ہوں۔"

"خدا مر کرے آپ کے حال پر۔ میرا خالی ہے کہ آپ کے درسے ساتھی آپ سے خوش نہ ہوں گے مسٹر صدر۔"

"مجھے ان کی پرواہ کہ ہے۔ میں صرف کام کرنے کے لئے یہاں ہوں۔"

"خدا آپ کے حال پر ہر یہ رحم کرے۔" عمران نے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔ "اگر آپ کی مستعدی کا سکی عالم رہا تو ایکس نو آپ کی بہیوں بک کا پیشہ نیال لے گا۔"

"پیشہ مردوں کا سلکھا رہے۔ عمران صاحب۔" صدر سکر لیا۔

"خدا آپ کے حال پر انتارجم کرے کہ... ہب۔"

عمران یک بیک خاموش ہو گیا۔ کیوں کہ روٹی در پر کھڑی کہہ رہی تھی کہ "مگر جگلات کے آفیسر فکار کا پرست دیکھنا چاہئے ہیں۔"

"کہاں ہے مگر آفیسرات کا جگل۔ اوہ... کا جگ۔ فیر یعنی کہ... وہ کہاں ہے۔"

"چہاری نے اطلاع دی ہے کہ تمہیں اس کے دفتر میں جا کر پر مشتمل کہا تھا ہو گا۔"

”ارے تو وہ چیز اسی کہاں ہے۔“

”وہ اطلاع دے کرو اپنے جا چکا ہے۔“

”تم وہاں کیوں کھڑی ہو... پندرہ کا کیا ہوا۔“

”اچھا عراں صاحب۔“ صدر نے صفائی کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

”اوہ تم ہاں...“ عراں نے چونکہ کرمائی اور صدر خیسے سے کل کیا۔ روشنی اندرا آگئی۔

”تم مجھے یہاں کیوں لائے۔“ روشنی پھر گئی۔

”تاکہ تمہاری سانگھرہ کروں۔“ عراں آہستہ سے بولا۔ ”تم بالکل حیرت ہو، ذرا سی بھی حراثت

تم نہیں پائی جاتی۔ میں اس کی موجودگی میں تمہیں کیسے رازدار بنا لیتا۔“

”جب یہاں جولیا موجود تھی تو مجھے کیوں لائے تھے۔“

”افسوں کی وجہ سے موجودگی میں وہ سیری خال نہیں بن سکی۔“

روشنی کچھ بولی اس کا موڑ بہت زیادہ خراب ہو گیا تھا۔

عراں نے خیسے کے درکاپرو گردابیا اور استین چھاتا ہوا بولا۔ ”میں آج تمہیں قصے کرداں گا۔ جب تمہیں

حصار آتا ہے تو تمہارا اور پری ہوتا ہاں کے ٹوکش کرنے لگتا ہے۔ یہ مجھے خیسی پانڈہ ہے تمہارے ہوت کا،“

اماز مجھے گالیاں دھا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ لہذا یا تو تم اپنا اور پری ہوتا کٹا دیا پھر کوش کیا کرو تمہیں فصرت آئے۔“

”اگر تم میرے لئے علاحدہ خیسے کا انتقام کرو گے تو میں شکار کا پرم پھاڑوں کی۔“

”میرے خدا...؟“ عراں آسکیں نکال کر بولا۔ ”پھر کیا ہو گا... میں روشنی۔“

روشنی کچھ بولی۔ یہ دلکی فضول تھی وہ جانتی تھی کہ عراں فلاں کھیلنے نہیں آیا۔ اگر آمد کا مقدمہ فلاں کھیلنا ہوتا تو،“

یہاں اپنے ماتھوں کو کیوں اکھا کرتا۔

”تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔“ روشنی نے پھر سوال کیا۔ اور اس کے انداز میں جلاہٹ نہیں تھی۔

”ہاں سنو۔ میرے لئے ایک عورت ضروری ہے... آہا۔ تم سکراری ہو۔ میں ایکسلوکی حیثیت سے بول رہا ہوں۔“

جو لیتا تھا اس ضرورت کو پورا کر سکتی تھی لیکن وہ ہر جنم کی عورت نہیں ہے۔ نہ اتنی چالاک ہے اور نہ اتنی ذہین۔ جتنی کر

تم ہو۔“

”پھر تمہارے ماتھوں میں اس کا کیا کام۔“

”وہ یورپ کی کئی زبانیں بول سکتی ہے اور بھج سکتی ہے۔“ عراں نے کہا۔ میں تمہیں جس مقدمہ کے تحت یہاں لایا ہوں وہ بھی جلدی طاہر ہو جائے گا۔“

روشنی کچھ بولی۔ لیکن وہ استقہامی نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

”میں تقریباً دو ماہ سے پریشان ہوں۔“ عراں کچھ سوچتا ہوا بولا۔ ”صادر کی ایک ظلمی کی بنا پر شاید ابھی کچھ اور

دیکھ دیں۔“

”وقت پر بٹانی ہی میں گزرے گا۔ کاش وہ اس آدمی کو شمارہ دا۔“

”کس آدمی کو۔“

”ٹھہر وہ مجھے ایسے گروہ کی تلاش ہے جو ایک غیر ملک کے اشادے پر یہاں سے بغاوت پھیلانے کی اکیم ہا رہا ہے۔“

”اوہ... مگر تمہیں اس گروہ کے وجود کا کیسے علم ہوا۔ میرا خیال ہے کہ ابھی تک میں نے ملک کے کسی بھی حصے میں

سلسلہ بغاوت کے آثار کی خبر نہیں سنی۔“

”یعنی میں ان کی تیاریوں سے مختلف تباہ ہوں۔“ عراں نے کہا۔ ”انکی کچھی دلوں کی بات ہے کہ ٹھہرال

اور ہمارے ملک کی سرحد کے قریب واقعیتوں کے درمیان بڑی خون ریز جگہ ہوئی تھی۔ جانشیں کے درجنوں آدمی مارے

گئے اور تمہیں یہ سن کر حیرت ہو گئی کہ ان کے پاس چدید ترین راکٹیں تھیں۔“

”کیا ہاتھ ہوئی روشنی پڑی۔“ جدید ترین راکٹوں کی موجودگی میرے لئے حیرت انگیز کیوں ہونے گئی۔“

”میرے لئے بھی نہ ہوتی۔“ عراں سر ہلا کر بولا۔ ”اگر ان کی ساخت اپنے یہاں کی جدید ترین راکٹوں کی سی ہوتی۔“

”بھر“

”ساخت کے اعتبار سے وہ ایسے ملک سے تعلق رکھتے ہیں، جو اب تک دنیا کے کئی ممالک میں سلسلہ بغاوت کرائے

اپنی پانڈہ کی حکومت قائم کر چکا ہے۔“

”اوہ... گروہوں کا ہے کہے چیز صرف انہیں تباکیوں تک محدود رہی ہو۔“

”ہاں... یہ بھی کہا جاسکتا تھا۔ مگر انفاق سے ایک واقعہ دار حکومت کے قریب ہی خیش آیا ہے... پچھوڑنے کوئے

لینڈ کشہر پوست کے قریب ایک ٹرک اٹ گیا۔ جس پر ریت لدمی ہوئی تھی لیکن ریت کے اندر ترقیا پہاڑ و مکہی

راکٹیں تھیں جو ان تباکیوں کے پاس دیکھی گئی تھیں۔“

”ٹرک کا تھا۔“

”یہ آج تک معلوم نہ ہوا کا۔“

”کیوں... کیا اس پر تیک کے نہ رہنی تھے۔“

”یقین تھے... لیکن ان کا اندر اج رجڑ میں کئی نہیں ہوا تھا۔ مردہ ڈرائیور کے پاس سے لائسنس بھی نہیں برآمد ہوا۔“

”اوہ... تب تو یقیناً... لیکن تمہاری باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری تیش کافی آگے بڑھ چکی ہے۔“

”یقین... میں دو ماہ سے اس چکر میں ہوں۔ لہذا کچھ بھکھ کہا میاں تو ضرور ہوئی گئی۔“

”کیا کامیابی ہوئی ہے۔“

”مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہاں ایک مشتمل گروہ اس کے لئے کام کر رہا ہے اور اس گروہ والوں کا امتیازی نشان

توب ہے۔ وہ اسی توب سے ایک درس رکھ پڑھتے ہیں۔“

”مگر تمہیں اس امتیازی نشان کا علم کیسے ہوا۔“

جاسوسی ادب 191

"بار بار جب کوئی چیز سامنے آتی ہے تو اسے اہمیت دینی چاہئی ہے۔"

"تاکیوں کی جگہ میں کام آتے والوں میں سے دو کے دامنے بازوں پر توب کی تصویریں نہیں ہوتیں اور جیسا تصویر اس بڑکے ذرا بیجور کے دامنے بازو پر نظر آتی تھی جو لینڈ کسٹرپ پوسٹ کے قریب اٹ گیا تھا اور اب یہ دیکھو۔" عمران نے ہنگل کی نصیحتی کی توپ نکال کر روشنی کے سامنے رکھ دی۔

روشنی اسے اٹ پلٹ کر دیکھتی ہوئی بولی۔ "یہ کیا ملا ہے؟"

"ایک نصیحتی کی توپ جس سے جیونی کا بھی فکار بنس کیا جا سکتا۔"

"جمہیں ملی کہاں۔"

"مندر لایا تھا۔" عمران شندی سائنس لے کر بولا۔ "اب مندر کی کہانی سنو۔ میں نے اسے اسی علاقے میں قائم کرنے کا حکم دیا تھا۔ جہاں دو قیچے آہمیں میں لا گئے تھے۔ مندر کا آگاہ کر دیا گیا تھا کہ محاطے کی نعمیت کیا ہے۔ لہذا، کافی محنت اور زہانت سے کام کرتا رہا۔ لیکن ایک جگہ چوک گیا۔ دیے گئے یقین ہے کہ اگر اسے اس آدمی کی اصلیت کا علم ہوتا تو وہ اسے کبھی جان سے نہ مانتا۔"

"تم پھر رکنے لے گئے اس آدمی کے حلقوں تفصیل سے بتاؤ۔"

"اوہ اچھا۔ مندر ان تباکیوں کی طلاق میں تھا جن کے درمیان جگ جگ ہوئی تھی۔ اتفاقاً ایک دن ایک آدمی سے مل بھیڑ ہوئی۔ اس نے اس پر قاتر کر دیا، بہر حال دونوں کے درمیان بڑی خوب آشام جگ جگ ہوئی مندر نے اسے مارا۔ اس مرستے والے کے پاس سے یہ توپ اور چند کا تذبذب ہوا۔ آدم ہوئے تھے جو اس نے میرے پر دکر دیئے۔ اس نے بھیڑ رانگھل پر اس واقعہ کی اطلاع دیتے ہوئے کہا تھا کہ اس کی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہاں تھہر کے لہذاں نے اسے واپس بنا لیا۔ اب سوچ رہا ہوں کہ کسی اور کوئی بھیوں۔"

مگر بیان ان سکھوں کی موجودگی کی کیا وجہ ہے؟"

"مندر کوئی نے ایک ماہ پہلے بھیجا تھا۔ لیکن خود میں بھی بیان کام کرتا رہا ہوں۔ میں نے چند ہریداریے آدمیوں کا پہنچا لیا ہے۔ جن کے بازوؤں پر توپ کی تصویر موجود ہے اور وہ آج لکل بیان شکار کھیل رہے ہیں۔"

"اوہ... اور یہ ہنگل کی توپ۔"

"ہو سکتا ہے کہ یہ بھی نشان ہی کے طور پر استعمال کی جاتی ہو۔" عمران نے کہا اور کچھ سوچنے لگا۔

"مگر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ وہ لوگ مسلسل بغاوت ہی کر رہا چاہے ہیں۔"

"اوہ۔ تو کیا پھر وہ ان راکٹوں کو تک کر کھائیں گے۔ آخر پھنس اوقات ٹھنڈوں کی ہاتھیں کوں کرنے لگتی ہوں۔" دھڑکا عمران پوچھ کر خیہے کی درکی طرف مڑا کوئی باہر موجود تھا۔ اس نے جھپٹ کر پرده اٹھادیا۔ ایک طویل قامت آدمی اس کے سامنے گمراختا۔

"فرمائیے... بخ جاتا۔" عمران ہکلایا۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہوا ہیجے وہ اس کے تن دوش سے مرغوب ہو گیا ہو۔

اب اس کے چہرے پر حفاظت کے آثار بھی نظر آنے لگے تھے۔

"میں آپ کا پرست دیکھنا چاہتا ہوں۔ کیا جچر اسی نے آپ کو اس کی اطلاع نہیں دی تھی؟"

"اوہ... چپ... چپ رہی۔ عمران مزرکر روشنی کی طرف دیکھنے لگا اور روشنی آگے بڑھ کر بولی۔ جی ہاں جچر اسی نے اطلاع دی تھی لیکن ہمیں آپ کا آفس نہیں معلوم تھا۔"

"خیر کوئی بات نہیں۔ وہ آدمی سکرایا۔" میں خود ہی حاضر ہو گیا۔"

"مگر ہم شکاری کب ہیں؟ روشنی الحلالی۔" کیا یہ ضروری ہے کہ بیہاں سب شکاری کھیلنے کی غرض سے آئیں۔"

"اوہ... معاف کیجئے گا۔ بات دراصل یہ ہے کہ بیہاں آتے والے عموماً یہی غرض سے آتے ہیں۔"

"تو ہمیں آتے اس غرض سے۔ کیا اس غرض سے نہ آتا کوئی جرم ہے؟"

"ہر گز نہیں... ہر گز نہیں۔ میں معافی چاہتا ہوں۔" وہ جانے کے لئے مڑا۔

روشنی ایک بلکے سے قیچے کے ساتھ بولی۔ "ٹھہرئے اب آئے ہیں تو دیکھنے یہی جائیے۔" وہ رک گیا اس کے ہونڈ پر چھپی ہوئی سکراہٹ تھی۔ روشنی نے پرست اسے دکھایا۔

"ٹھریے۔" اس نے روشنی کو سکھیوں سے دیکھنے ہوئے کہا اور عمران سے صافوں کر کے رخصت ہو گیا۔ عمران روشنی کی طرف مڑ کر آہستہ سے بولا۔ "اس کی صلاحیت جو لیا میں نہیں ہے۔"

"مگر یہ کیا حفاظت ہے کہ تم اپنے سارے احکامات اسی کے ذریعے دوسروں سک پہنچاتے ہو۔ اس کا مطلب تو یہی ہوا کہ تمہارے بعد اسی کی حیثیت ہے۔"

"یقیناً... بات دراصل یہ ہے کہ میرے ماتحت اپنوں میں سے کسی کی برتری ہرگز نہ تعلیم کرتے۔ لیکن وہ جو لیا کی برتری کے خلاف کہیجی اور اذنیں اٹھائے۔"

"اور جھیں بھیت عمران تو چکلیوں میں اڑاتے رہے ہیں۔"

"لیکن بھیت ایکس ٹو۔" عمران سکرایا۔

"بھیت ایکس ٹو بھی وہ تم سے تنفس ضرور ہیں۔"

"سب نہیں۔ صرف ایک آدمی تو یہ۔"

"آخروہ کیوں تنفس ہے تم سے۔"

"کیوں کہ جو لیا شاید ایکس ٹو سے حفاظت کرنے لگی ہے۔"

"لیکن ایکس ٹو بھی جفاظت ہے۔" روشنی بڑا سامنہ بنا کر بولی۔

"بس ختم کرو تم بہت دیر سے مجھے رہا جھلا کر بھری ہو۔ اب میں ان کا تذبذب کو دیکھنا چاہتا ہوں۔"

اس نے کاغذات کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا تھا کہ میساختہ اچل پر اس کی جیب میں سیٹی بی تھی۔ جس کی آواز روشنی نے بھی سنی۔

وہ دلوں حیرت سے ایک درسے کی طرف دیکھ رہے تھے۔

”لیکن عمران نے جلد ہی توپ خالی کر دی۔ ساری چیزیں زمین پر گریں اور وہ انہیں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ لگا۔ یہ وہی کاغذات تھے اور وہی پتیں کی توپ جو کچھ دیر پہلے صدر سے ملے تھے۔

اچانک عمران توپ کو اٹھا کر اپنے چہرے کے برابر لایا۔ ایسا محض ہوا جیسے اس کے دہانے کے سوراخ میں کھیاں بینچا رہی ہوں۔ درسے ہی لمحے میں توپ کا دہانہ اس کے کان سے جلاگا۔

اور اب وہ صاف سن رہا تھا۔ دہانے کے سوراخ سے آواز آرہی تھی ”گن تھری تھری۔ گن تھری تھری۔“ تم جواب کیوں نہیں دیتے۔

”گن تھری تھری۔ گن تھری تھری۔“

روشی عمران کو برادر گھوڑے جا رہی تھی۔ عمران نے توپ کا دہانہ اس کے کان سے لگادیا۔ اور اس کی آنکھیں اور زیادہ پھیل گئیں۔

پھر فوراً ہی دہانہ عمران کے کان سے آنکھ آواز بھی آرہی تھی۔ ”گن تھری تھری اگر تم نے ایک گھنے بعد جواب نہ دیا تو۔۔۔ یہ سمجھ لیا جائے گا کہ تم کسی حادثے کا شکار ہو گئے۔“

اس کے بعد ہی پھر بیٹی کی آواز آئی، جو اتنی تھری کر رہی نہ ہی سنی۔

عمران نے کان سے دہانہ ہٹا لیا۔ اب کسی حسم کی آواز نہیں آرہی تھی۔

”ٹرانسپلر۔“ عمران آہستہ سے بڑیا۔

”لاڈ کیھوں۔“ روشنی نے پتھل کی شخصی کی توپ اسکے ہاتھ سے لے لی وہ اسے الٹ پلٹ کر دیکھ رہی تھی۔

”تم جواب میں کچھ بولے کیوں نہیں تھے۔“ روشنی نے آہستہ سے کہا۔

”کہاں بولتا۔ کس طرح بولا۔ نہیں یہ ایک زبردست غلطی ہوتی۔ گن تھری تھری کیا بala ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ اس آدمی کا نمبر شاخت رہا ہو۔ جس کے پاس یہ ٹرانسپلر تھا۔ جدید ترین روشنی، سیراد ہوئی ہے کہ یہ ٹرانسپلر اتنی بیڑی سے چلتا ہے۔ اور اس نام کا استعمال کئی ٹکنوں نے شروع کر دیا ہے۔“

”گن تھری تھری۔“ روشنی کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ ”اگر تھری تھری اس کی شاخت کا نمبر تھا تو یقیناً ان لوگوں کی تعداد زیادہ ہو گئی۔“

”ٹھہر و۔۔۔“ عمران اپنادہنہا گال کھجاتا ہوا بولنا۔ ”تم یا تو تفریخ کے لئے باہر نکل جاؤ۔۔۔ یا سینی بنخوں گن تھری جھیں ذرض کر لیتا ہے گا کہ تم انہی کوگی اور بھری ہو۔۔۔ میں کام کرنے پا جاتا ہوں۔“

”تم تھارہ کر کام پڑھت کرو گے۔“ روشنی کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ ”تم کیا کام کرنا چاہتے ہو۔“

”اس ٹرانسپلر کا تفصیل جائزہ ملوں گا۔“

”یہ تم میری موجودگی میں بھی کر سکتے ہو۔“

”لیکن تو میت ہے کہ نہیں کر سکتا۔“

”میں یہاں سے نہیں جاویں گی۔“

عمران کچھ نہ بولا۔ اس نے وہ کاغذات زمین سے اٹھائے اور انہیں دیکھنے لگا۔ تھری اگر بڑی میں تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی نے مختلف اوقات میں موصول ہونے والے پیغامات قوت کے ہوں۔ مثلاً ”چھترپن۔۔۔ گن فورٹن کی اطلاع کے مطابق روائی ہو جکی ہے۔ آئندھیں۔۔۔ گن فورٹن۔۔۔ وعدہ کے مطابق نہیں بولا۔۔۔ تو میں پھر گن فورٹن سے اطلاع ملی کہ۔۔۔ گن فتنی سکس کا میاپ نہیں ہوسکا۔“

اس حسم کی اطلاعات سے تین چار صفات بھرے ہوئے تھے۔ عمران نے کاغذات کو تھہ کر کے کوٹ کی اندر وہی بجہ میں رکھ لیا اور اب اس کی توجہ توپ نمازٹ اسپر کی طرف مبذول ہو گئی تھی۔ روشنی ٹاموٹ پیٹھی رہی۔

5

جو لیا ہائز اور چھوپتا تھا کھاری تھی۔۔۔ عمران کی آمد کا مقدمہ یہ تھا کہ اب ان کی باگ ڈور اسی کے ہاتھ میں رہے گی۔ اس پر سے تم یہ کہ روشنی بھی اس کے ساتھ آئی تھی۔ جو لیا نے سوچا کہ یہ موقع بھی بہتر ہے کیون۔۔۔ انہیں ٹوکوم از کم روشنی کے خلاف بھرپور کا دیا جائے۔۔۔ وہ تھوڑی دیر ہیک اس کے سخت سوچتی رہی پھر صندوق سے ٹرانسپلر نکالتے کے لئے انہی عیتیکی کر خیٹے کے باہر عمران نظر آیا۔۔۔ جو لیا پھر بیٹھ گئی۔۔۔ عمران تھا تھا۔۔۔ وہ جو لیا سے اجازت حاصل کئے بغیر اندر آگئا۔

”تم واپس جاؤ۔۔۔ جو لیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔۔۔ اور باہر رک کر مجھ سے اندر آنے کی اجازت طلب کرو۔۔۔“

”شاید میں قللی سے یہاں چلا آیا ہوں۔“

وہ واپسی کے لئے ہزا۔۔۔ لیکن نیک اسی وقت تحریر خیٹے میں داخل ہوا اور عمران کو دیکھ کر ایسا منہ بنا لیا جسے اس نے جو لیا کے جسم پر کچھے ریختے ہوئے دیکھ لئے ہوں۔

”ساماں تھم۔۔۔“ عمران نے پوکھلانے ہوئے انداز میں اسے سلام کیا۔

”مندر کہاں ہے۔۔۔ تھوڑے گوٹھلی آواز میں جو لیا سے پوچھا۔

”کیوں۔۔۔ جو لیا کی پیٹھانی پر ٹکنیں پڑ گئیں۔۔۔“

”لیکا یہ ضروری ہے کہ وجہ بھی بتائی جائے۔۔۔“

”یقین۔۔۔“

”میں اس سے پوچھوں گا کہ لوگ یہاں کیوں جو کوئے گئے ہیں۔۔۔“

”اور وہ جھیں تادے نہ گا۔۔۔“ دھڑکا عمران نے لٹک لہجے میں کہا۔

”اس کے فرشتے بھی بتائیں گے۔۔۔“ خوش ٹھیک آواز میں بولا۔

”تھریر۔۔۔ یک بیک عمران کا الجہ بدل گیا۔۔۔ اپنے خیٹے میں واپس جاویں ایکس نو کے ٹاپ کی جیشت سے جھیں رانی کا پرہب

حکم دھا ہوں۔"

"پھر الجہ درست کرو۔" تھویر سانپ کی طرح مجھے کارا۔

"جو لیا دروازے کا پردہ گردو۔" عران نے جولیا کی طرف دیکھے بخیر کہا۔ جولیا کا نپ کی۔ اس وقت عران میں اسے شکرال کے عران کی جھلکیاں نظر آئی تھیں۔ اس نے کاپنے ہوئے ہاتھوں سے پردہ گردیا اور پھر اپنی کری پو داہنس آگئی۔

"کیا تم اپنے خیے میں والہ نہیں چاہ دے۔" عaran نے تھویر کو گھوڑتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔" تھویر بھی دانت پیٹا ہوا اسے گھوڑہ بھاگا۔

"اچھا تو تھویر۔ نہ میں محظی کرتا ہوں اور نہ برخاست کرتا ہوں لیکن میں نکل گرا وہ پر کم از کم چہ ماہ کی پھٹی ضرور دلوادھا ہوں۔" عaran نے کہا اور اپنا کوٹ اتار کر ایک طرف ڈال دیا۔

"اے... اے... یہ کیا۔" جولیا بیکھلا کر اٹھی۔

"نمادیں بخُوش۔" عaran فریبا۔

"تم اس سے بد تیری نہیں کر سکتے۔" تھویر کہہ کر عaran پر چھپت پڑا لیکن اسے حضرت یہ رہ گئی کہ اس کا گھونزہ عaran کے جڑے پر ہوتا۔ کوئی عaran نے نکل کی سرعت سے اس کا داہنا تھویر پکڑ کر مردود یا تھا اور اس کا قفل اتنا غیر متوقع تھا کہ تھویر کو سختی کی مہلت نہیں دے بے اختیار اس انداز میں اس کی طرف پشت کر کے جھلکا چلا گیا۔ دھما عaran نے اس کے شانوں کے درمیان گردان کے نیچے ایک زوردار گھوڑہ سرید کیا اور تھویر منہ کے علی نیچے چلا گیا۔

جولیا کری پر پڑی کا نپ کی اور تھویر زمین پر اونھا پڑا اس طرح ہاتھ پر چیک رہا تھا جیسے اس کی ریڑھی پڑی کی کوئی گردہ اپنی جگہ سے مکھ گئی ہو۔

وہ چند لمحے اسی طرح ہاتھ پر چکارا پھر ساکت ہو گیا۔

"اے... گل... کیا... تم نے اے... مم... مارڈا۔" جولیا کا بھی ہوئی ہکلائی۔

"نہیں، صرف ایک ماہ کی چھٹی کی سفارش کی ہے۔ ترقیاً ایک یا ڈیڑھ گھنے بعد ہوش میں آئے گا۔ صدر کو تجزیہ بخار ہے اس کا بستر بھی اسی کے برابر گوارا ہے۔ پھر یہ اس سے پوچھ لے گا کہ تم لوگوں کو یہاں کیوں جھوٹکا گیا ہے۔"

وہ اپنا کوٹ اٹھا کر دروازے کی طرف بڑھا اور پھر پردہ اٹھا کر باہر لٹکتے لٹکتے رک گیا۔

"آج رات کو تم اسی خیے کے سامنے باہر ناچ گئی جو جہاں اکارڈین بجائے گا اور تم دونوں پر بہت زیادہ نش کی سی کیفیت طاری ہو گی۔" اس نے جولیا کی طرف مڑ کر کہا اور باہر چلا گیا۔

جولیا چند لمحے کری پر بے حس و حرکت پڑی رہی پھر انھوں کر تھویر کے پاس آئی جو یہ پش پڑا اگری سائیں لے رہا تھا۔ وہ کچھ دیکھ بھی اسے دیکھی اور نکلیں جوچکا تری پھر پاگلوں کی طرح اپنے خیے سے نکل کر کپٹھن خاور کے خیے کی طرف ہماگی۔

دائی کا پربت

خیے میں خاور اور چو جہاں موجود تھے۔ جولیا کو اس حال میں دیکھ کر وہ بھی بیکھلا گئے۔
"تو یہ بے ہوش ہو گیا ہے۔" وہ ہاتھی ہوئی بولی۔
"کیوں... کیسے۔" دونوں نے یہ دقت پوچھا۔
"بس پاتھی کرتے کرتے گر اور یہ پش ہو گیا۔"
"کہاں۔"

"میرے خیے میں۔ اے دہاں سے اٹھا۔"

وہ دونوں اس کے ساتھ خیے میں آئے اور پھر تھویر کی بیہوئی کے اسباب موضوع بحث بن گئے۔ لیکن جولیا نے انہیں سچی بات نہیں بتائی ہو سکتا ہے وہ تھویر کو شرمندہ نہ کرتا چاہتی رہی ہو۔



جولیا کے خیے کے سامنے ابھی خاصی بھیڑ لگتی تھی۔ اکارڈین کی آواز رات کے نہایت میں دور دور تک پھیل رہی تھی۔ چو جہاں واقعی اچھا اکارڈین بجا رہا تھا اور جولیا جھوم جھوم کر ناج رہی تھی۔ بالکل ایسا معلوم ہوا تھا جیسے دونوں بہت زیادہ نشے میں ہوں۔

حالانکہ وہ ایک چاندنی رات تھی لیکن پھر بھی شکاریوں نے زیادہ لطف انداز ہونے کے لئے مشلیں روشن کری تھیں۔

کبھی بھی چو جہاں اور جولیا جھی جھی کر ایک دوسرا کوئی ابھلا بھی کہنے لگتے مفت کا تماشہ تھا لوگ بے حد دلچسپی لے رہے تھے اور ان لوگوں کو تاریخے تھے کہ ناچ کی شروع ہوا تھا۔ جنہیں اس کا علم نہیں تھا۔ بہت کم لوگ جانتے تھے کہ پہلے دونوں میں بڑی لڑائی ہوئی تھی۔ غالباً ناچ اور ساز بجانے کے متعلق کسی بحث پر بات بڑھ گئی تھی۔ دیکھنے والوں کے خیال کے مطابق دونوں نشے میں دھت تھے۔ بات بڑھی اور چو جہاں اکارڈین لایا اور جولیا اسے ہر ابھلا بھتی ہوئی تھیں۔

بھیڑ بڑھتی تھی۔ شاید تھی کیپ کا کوئی شکاری دہاں نہ پہنچا ہو عaran اور بیک زیر و بھی قریب ہی قریب موجود تھے۔ عaran کے ہاتھ میں مشعل تھی اور بیک زیر و میک اپ میں تھا۔

وھٹا بیک زیر و کے آگے کھڑے ہوئے ایک شکاری نے پلٹ کر غصیل لبھ میں کہا۔ "اندھا ہو گیا اور پچھے آرہے ہو۔"

"تم خود انہی میں ہو۔ زبان سنبلاء کر بات کرو۔" بیک زیر و بھی بگرایا۔

"ٹھٹ اپ" شکاری چنگا اور بیک زیر و نے اس کے تھپڑ سرید کر دیا بس پھر کیا تھا دونوں گھٹے گئے۔ بیک زیر و نے پہلے ہی جھکے میں اس کی قیس پھاڑ دی۔ پھر دوسرا بار اس کا ہاتھ اس کی داہنی آئیں پڑا اور وہ شانے سے الگ ہو کر

دائی کا پربت

زمیں پر آرہی۔

تبدیلی کی کیا ضرورت ہے جس حرکت سے میں اسے باز رکھنا چاہتا تھا اس سے وہ اچھی طرح باز رہا۔“
”مجھے یقین ہے کہ تم آہستہ پاگل ہوتے جا رہے ہو۔“
” عمران کچھ نہ بولا۔

روشی کہتی رہی۔ ”میں نے معلوم کیا ہے تو یہ حقیقت اٹھنے پڑنے سے محفوظ ہے۔“
”وقتِ اعصابی اختلال۔“ عمران آہستہ سے بولا۔ ”وہ ایک بخت سے زیادہ اس حالت میں نہیں رہے گا۔“
”فخلافہ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ اسکے کوٹ کی اندر وہی جیب سے سنتی کی آواز آئی تھی۔ یہ اس تپ نما فراسمل کا اشارہ تھا۔ اس نے ہونتوں پر انھیں رکھ کر روشنی کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور فراسمل جیب سے نکال کر کان سے لگایا۔
آواز آرہی تھی۔ ”جیلو۔ قمری قمری۔ قمری قمری، اورور۔“
” عمران نے اُسے کان سے ہٹا کر منہ کے قریب لاتے ہوئے کھانٹا شروع کیا پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ”لیں۔ قمری قمری اسیکچ اورور۔“

”تم اب کیسے ہو۔ اورور۔“

”ابھی تک میں ٹھیک نہیں ہو سکا۔ اورور۔“ عمران نے جواب دیا۔

”کہنیں سے کوئی اطلاع ملی ہے۔ اورور۔“

”ہاں۔ ایسی ہائن مطمئن ہے۔ اورور۔“

”اورور۔ ایڈن آل۔“

” عمران نے فراسمل جیب میں ڈال لیا۔

روشی اسے چند لمحے محرومی رہی پھر بولی۔ ”تم نے یہ تو شروع کر دیا ہے لیکن ان کے خاطر تھماری معلومات زیادہ نہیں ہیں۔“

”ہوں۔“ عمران کچھ سورج رہا تھا۔

روشی نے کہا۔ ”تم نے پہلی رات اس فیکاری کا راز معلوم کر لیا۔ اب کیا کرو گے۔“

”تمہاری اس سے شادی کروں گا۔“ عمران جھاگا۔

”تم اتنے چچے لئے تو نہیں تھے۔“

”نہیں تھا تو مجھے اس سے کیا تکمہ تھا اور اگر اب ہو گیا ہوں تو اس سے کیا تھمان ہے۔“

”آہ۔“ روشنی نہیں پڑی۔ ”لکھنڈ ہوتے جا رہے ہو۔“

” عمران کچھ کہنے کے بجائے باہر چلا گیا۔ روشنی تھوڑی دریکچ کچھ سوچتی رہی پھر وہ بھی خیسے سے نکل آئی۔ ابھی وہوپ اچھی طرح نہیں بھیل تھی ویسے صحیحی سے آسمان صاف نہیں تھا۔ اکٹھ سنیدھ بارلوں کے جمنڈ کے جمنڈ سورج کے راتی کا پھر بیت

عمران نے مشعل بلند کی اتنے میں شکاری کے کئی حاجتی بھی حق میں پڑے۔ لیکن اب بلکہ زیر وہاں کہاں تھا، اتنی پھر تی اور چالاکی سے شکاریوں کے نزغے سے نکلا تھا کہ عمران متحرر ہگی تھا۔
پھر وہ بھی اس بھیڑ سے دور ہٹا چلا گیا۔ لیکن اب وہاں نہیں کی ضرورت تھی کیا تھی۔ وہ شکاری کے بازو، توب کی تصویر دیکھنے کا تھا۔

یہ سارا بھیڑ اسی لئے کیا گیا تھا۔ عمران کو اس شکاری پر شپ تھا۔ لہذا وہ اس کا داہما باز و دیکھنا چاہتا تھا۔ اس وقت اس نے صرف اس کا داہما باز و دیکھ لیا۔ بلکہ اس کے حماتوں سے واقف بھی ہو گیا تھا۔

ایک طرف پھاوا شکاری چلتی چکھاڑتا رہا اور دوسری طرف جولیا جھوم جھوم کر نہیں جھاتا ہوا چیخ چیخ کر کھاتا رہا۔ اے شورت میا۔ سونو کیسا بھار بھار ہوں دیکھو دی کہا ناج رہی ہے۔ خدا کے لئے فیصلہ کرو۔ کیا اس کے ہمارا کاڑیں کا ساتھ دے رہے ہیں۔ ہا۔ یہ اس رفتار سے نہیں ناج سکتی ہا۔ ہو ہو۔ ہی ہی۔ ٹارام۔ ٹارام۔ ٹارام۔ ٹارام۔ ٹارام۔ ٹارام۔ ٹارام۔“

6

دوسرے دن صبح روشنی پھر عمران سے الجھ پڑی۔ اسے یہ تو مسلم ہی تھا کہ رات وہ ڈرامہ کس لئے اٹھ کیا گیا تھا۔ لیکن اس سے بے خبر تھی کہ تغیرتی مرمت کیوں کی گئی تھی۔ اس سے پہلے اس نے کہی عمران پر اتنی درندگی سوار نہیں دیکھی تھی نہ وہ آج کل تفریحی گلکھل کرتا تھا اور نہ اس کے چھرے پر حفاظت ہی طاری رہتی تھی۔ البتہ جب وہ خیسے سے باہر نکلا تھا تو ضرور اس کے چھرے سے حفاظت برنسے لگتی تھی اور دوسرے شکاری روشنی کو ایک اچھی کی جھوبہ یا بیوی بھجو کر اس سے قریب ہونے کی کوشش کرتے تھے۔

”تمہیں بتا پڑے گا کہ تم نے بے بھارے کو کیوں مارا۔“ روشنی نے کہا۔

”بھاڑے تو یور کو اگر میں بے کار نہ کر دیتا تو بھلی رات اتنا شام دار ڈرامہ کسی نہ ہو سکا۔ وہ جولیا کو بھی اس طرح نہ پہنچتا۔ شاید ایکس تو کی راہ میں بھی روڑے الکانے کی کوشش کرتا۔ تم نہیں جانتیں۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ جولیا پر نہیں طرح مرتا ہے۔ لیکن کسی طرح مر بھی نہیں چکتا۔“

”اگر وہ احکامات کی قیل نہیں کرتا تو اسے الگ کر دو۔“

”یہ ہمگن ہے۔ ناشاد اور کیٹھن جعفری ملٹری کی سیکریٹریوں سے آئے تھے اور پھر دیں واپس چلے گئے لیکن تو یہ کو الگ کرنے کا مطلب یہ ہو گا کہ ایکس تو کا راز افشا ہو جائے۔ اس کی واپسی کی دوسرے گلکھ میں نہ ہو گی اور پھر یہوں بھی اسے میں علاحدہ نہیں کر سکتا کیونکہ وہ کام کا آدمی ہے۔ بات یہ ہے کہ جب میرا کام جل ہی رہا ہے تو پھر کسی حرم کی

سامنے آ جاتے اور دھوپ نا سب ہو جاتی۔

رات کے ہنگے کا اڑاپ بھی غضا میں موجود تھا۔ پھرے ہوئے ٹکاری کے ساتھی بھڑا کرنے والے کو موجود تھے پھرہ رہے تھے گراب وہ کہاں ملتا۔ اب اس کے پھرے پر داڑھی کہاں تھی۔ دیسے وہ اب بھی خیے میں موجود تھا اور کسی پار آسمان کا رنگ دیکھنے کے لئے باہر بھی نکلا تھا۔

روشی... سے بھی ان میں سے ایک نے پوچھا۔ ”کیا آپ بھی کسی داڑھی والے سے واقف ہیں؟“

”واہ، روشنی مگر اکر بولی۔“ پڑا روشن سے واقف ہوں۔ خود میرے پیاس بھی داڑھی رکھتے تھے۔

وہ لوگ ہنسنے لگے اور اسی آدمی نے کہا۔ ”میرا مطلب تھا کہ یہاں آپ نے کسی داڑھی والے کو تو نہیں دیکھا۔“

”نہیں مجھے اب تک کوئی نہیں دیکھا۔ دیا۔ کیوں؟“

”کیا آپ کوچھلی رات والے ہنگے کا علم نہیں۔“

”اوہ، اوہ... تو کیا وہ کوئی داڑھی والا تھا۔“

”جی ہاں۔“

”اور آپ اس کو اس وقت یہاں ٹلاش کر رہے ہیں۔“

”یقینی کیونکہ میں ابھی تک کوئی خیس خالی نہیں طا۔“

”میرا خیال ہے کہ... بعض خیموں میں کئی آدمی رہتے ہیں۔“

”جی ہاں۔“

”ہو سکتا ہے وہ کسی ایسے عی خیے سے تعلق رکھتا ہو اور اب چپ چاپ یہاں سے چلا گیا ہو۔ ظاہر ہے کہ اس کے ساتھی آپ کو کچھ تانے سے رہے۔ اسے داہ... مگر اسے جانے کی کیا ضرورت ہے کیا داڑھی کے علاوہ کوئی اور بھی پیکاں ہے۔ آپ کے پاس۔“

”میں۔“

”جب تو آپ لوگ نئے میں معلوم ہوتے ہیں۔“ روشنی اخلاقی۔

”کیوں۔ کیوں؟“

”اسے۔ اس نے اپنی داڑھی صاف کر دی ہو گی اور اس وقت نہایت اطمینان سے آپ کو یقین دلارہا ہو گا۔“

”نہیں صاحب میری نظروں سے تو آج تک کوئی داڑھی والا گز رای نہیں۔“

وہ آدمی خیف ہو گیا اور دوسرے ہنسنے لگے۔ جسی کہ پہنچ والا بھی فس رہا تھا اور وہ پانچوں ہی روشنی میں بے حد دیکھا رہے تھے۔

”ہو سکتا ہے۔“ روشنی چک کر بولی۔ ”وہ اس وقت آپ ہی میں موجود ہو اور اس نے داڑھی والے کو ٹلاش کرنے“

”راتی کا پربت“ راتی کا پربت۔

کے سلسلے میں اپنی خدمات قیش کی ہوں۔“

”میں نہیں۔ ہم ایک دوسرے کو مرے سے جانتے ہیں۔ گر آپ بہت ذہین معلوم ہوتے ہیں۔“

”ارے نہیں۔“ روشنی پہنچنے لگی۔

وہ ایک شادار ایکٹریں تھی اور اس وقت کسی الگی محنت کا رول ادا کر رہی تھی جسے مردوں کے سامنے اپنے ذہن و جسم پر قابو نہ رہا جاتا ہو۔

”میں آپ بے حد ذہین ہیں اور کیا۔“

”اوہ دیکھئے۔“ یک بیک روشنی سمجھیدہ ہو گئی۔ ”میرا شوہر آرہا ہے وہ ایک احتق اور بدگمان آدمی ہے۔ آپ حتاط رہیں تو بہتر ہے۔“

اس کے بعد وہ بلند آواز میں کہنے لگی۔ ”میں نہیں میں نے خیے کے آس پاس تو کسی بھی داڑھی والے کو نہیں دیکھا۔“

مران قریب پہنچ گیا تھا اور اس کے پھرے پر دعیٰ تدبیح حمات الحکمیلیاں کرتی پھر رہی تھی۔

”گگ... کیا بات ہے۔“ اس نے پوکلاعے ہوئے لبجھ میں روشنی سے پوچھا۔

”کچھ نہیں ڈیر۔“ روشنی نے تمہارا آواز میں کہا۔ ”یہ لوگ اسی آدمی کی تلاش میں ہیں جس نے کوچھلی رات یہاں پہنچا کر رہا تھا۔“

”اوہ... مم... گر ہم کیا جائیں۔“

”ماں ڈیزیر۔“ روشنی آنکھیں نکال کر اور انکی نچا کر بولی۔ ”ہر وقت قفسیوں کی طرح نہ سوچا کرو یہ شریف آدمی کب کہنے ہیں کروہ میرا ماموں یا تمہارا بچپنا تھا۔“

”پھر کیا بات ہے۔“ مران نے ان لوگوں کو آنکھیں پھاڑ چاہا کر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”کچھ نہیں یہ سرف اتنا بچپن چور ہے تھے کہ میں نے اپنے خیے کے آس پاس کوئی داڑھی والا تو نہیں دیکھا۔“

”دیکھا تھا نے؟“ مران نے خوفزدہ لبجھ میں پوچھا۔

”نہیں۔“

”بس تو چہر آپ لوگ جائیے۔“ مران ہاتھ بڑا کر بولا۔ ”انہوں نے نہیں دیکھا تھا۔“

”آپ نے تو نہیں دیکھا تھا۔“ ایک آدمی نے سکرا کر پوچھا جس کی آنکھوں میں شرارہ ناق رہی تھی۔

”میں کوئی تھاں نہیں۔“

”اوہ... میر... روشنی اسے چکار کر بولی۔ ”جاتا وہ اگر دیکھا ہو۔“

”نہیں دیکھا تھا۔“ مران نے خفیہ لبجھ میں کہا۔ ”گر میں یہ سرف جھیں تارہا ہوں۔“

”نہیں جناب۔“ روشنی ان لوگوں سے بولی۔ ”محض یقین ہے کہ انہوں نے تو دیکھا ہو گا وہ نہ نجسے ضرور تباہی۔“

راتی کا پربت راتی کا پربت۔

وہ لوگ آگے بڑھ گئے اور روشنی عمران کے پیچے چلے گئی۔ ایک جگہ اس نے مڑکر دیکھا۔ وہ لوگ بھی مڑکر اسے دیکھ رہے تھے۔ روشنی کی اور ان کے لئے ہاتھ ہلایا۔ ایسا مسلم اور ہاتھ چیزیں وہ سب کو عمران سے چھپا رہی ہو۔

عمران خیسے کے قریب پہنچ کر اس کی طرف مڑا اور آہستے بولا۔

"تم بہت اچھی جا رہی ہو، غالباً تم نے ان پر یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ میں نہ صرف تمہارا شہر ہوں بلکہ بالکل انکا پٹھا بھی ہوں۔"

"تم اپنے حلقہ بالکل سمجھ رائے رکھتے ہو۔ مجھے یہ معلوم کر کے بے حد خوشی ہوتی۔" روشنی مسکرا دی۔

"ہاں، لیکن تم اس بات کا خیال رکھنا کہ یہ کبھی کوہا کی جیشیت سے عدالت میں نہ ٹھیٹھیں ہو سکیں گے۔"

"کیا مطلب۔"

"یہاں کہ ممکن ہے کبھی تم قانونی جیشیت سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنے لگو کر میں انکا پٹھا تمہارا شہر بھی ہوں۔"

"اوہ تو کیا میں نے انہیں یہ باور کر کے ظلمی کی ہے۔"

"میں تو اسے بھی برداشت نہ کروں گا کہ عمران ایک آفسر کی جیشیت سے ہمارے سروں پر مسلسل کیا جائے۔"

"اب مجھے کیا کرنا ہو گا۔"

"وہی جو تم کرتا چاہتی ہو۔" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"میں انہیں اپنے اختاذ میں لے لیا چاہتی ہوں۔"

"فی الحال اس سے زیادہ کی ضرورت بھی نہیں ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ اور وہ دونوں خیسے کے اندر چلے گئے۔



خوبی کیسیں بند کئے ستر پر پڑا ہوا تھا۔ جولیا نے اسے آواز دی اس کے ہاتھی میں کافی کی پیالی تھی۔ خوبی نے آنکھیں کھوں دیں۔

"اوہ شکریہ۔" اس کے ہونٹوں پر خفیہ ہی سکراہٹ نظر آئی اور وہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ ڈینے تو گیا ہیں شاید کراہوں کا روکنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔

جولیا نے اسے کافی کی پیالی دی اور آہستے بولی۔ "میں نے انہیں اصل واقع نہیں بتایا تھا۔ یہ کہہ دیا تھا کہ تم گھنکو کرتے کرتے اپا اپا بیہوں ہو گئے تھے۔"

"میری میں اسے چھپا نہیں چاہتا۔" خوبی پھر سکراہٹ۔ "خوبی پھر سکراہٹ۔" یہ حکل اتفاق تھا کہ ایسا ہو گیا۔ ورنہ میں اس کی ٹھیاں چور کر دیتا۔ میں نے دراصل کسی چیز سے ٹھوک کھائی تھی ورنہ اس کے فرشتے ہی میرا ہاتھ نہ پکڑ کئے خراب تم مجھے ٹھیک ہو رائی کا پھر بت جاسوسی ادب 202

لینے دو۔ پھر دیکھتا۔"

جو لیا کچھ نہ بولی۔ صرف اس انداز میں سر ہلا دیا چیزیں وہ خوبی کی عمران کا بہر انجام دیکھنے کی تھیں ہو۔ دیے ہیں حقیقت

تو یہ تھی کہ وہ خوبی کی بکواس سن کر دل میں بنس پڑی تھی۔

خوبی خاموشی سے کافی پڑا رہا۔ پھر بیالی اس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "کچھل رات کیا ہوا تھا۔ میں نے ساہے

کہ عمران نے جھیسیں ناچنے پر اور چھان بن کو اکارڈن بن جانے پر مجبوہ کیا تھا۔"

"تم نے غلط نہیں سن۔"

"آخروہ کیا یہ بودھی تھی اگر میں نمیک ہوتا تو کیا وہ ایسا کر سکتا تھا۔"

"میرا خیال ہے اس کی ذسداری براہ راست ایکس ٹوپر عائد ہوتی ہے۔" جولیا کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ "ورنہ

عمران اس کی جو اس ہر گز نہیں کر سکتا کہ مجھے اس طرح کسی کام پر مجبوہ کرے۔"

ایکس ٹوپا اضافہ، خندی اور عاقبت نا اندیش ہے۔" خوبی نے خپلے بچھے میں کہا۔

"میں تو اسے بھی برداشت نہ کروں گا کہ عمران ایک آفسر کی جیشیت سے ہمارے سروں پر مسلسل کیا جائے۔"

"یہ نہ کہ خوبی کیا تھا نہ ہرگز میں عمران کی برتری خلیم نہیں کی تھی۔"

"اوہ وہ اور بات تھی۔ ہمارے ساتھ مجبوہ یہ تھی کہ ہم شکرانی نہیں بول سکتے تھے۔ گریٹن ہم میں ایسا نہیں

تھا۔ صدر گروہ سو فیصدی عمران کا آدمی تھا۔ دیے گئے میں سرف اپنے لئے ہوئی سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر مجھے شکرانی ہوئی آئی

ہوئی تو یہ عمران صاحب بھیک مانگتے رہ جاتے۔"

جو لیا کچھ نہ بولی۔ اسے دراصل خوبی کی بکواس پر فس اڑا تھا جیسیں اس نے اس وقت خصہ ظاہر کرنا مناسب نہ

سمجھا۔ وہاں عمران کے مغلوق نگوئی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ خوبی خاموش ہو گیا جیسیں جیسے ہی جولیا نے ہٹانا چاہا اس نے

کہا۔ "تیخو خدا کے لئے ذرا دیر اور تیخو مجھے تباہ کر کچھل رات والی حرکت کا مقدمہ کیا تھا۔"

"خوبی کیا تھا مجھے صدر کے حلقہ کچھ بنا کوئے کہ وہ کہاں سے آیا ہے اور اس نے کیا جیز عمران کے حوالے کی ہے۔"

"میں نہیں جانتا۔"

"پھر تم مجھ سے وہ بات کیوں پوچھ رہے ہو جس کا مجھے علم نہیں ہے۔"

"میں نے کہا ہمکن ہے اس نے جھیس تباہ ہو۔"

"وہ کسی کو کچھ نہیں بتاتا۔" جولیا نے خوٹکوار بچھے میں کہا۔ "لیکن وہ ہمہت روشی ہم سب سے زیادہ جاتی ہو گئی۔"

"تم دیکھو ہم خود ہمارا آفسر ہی قوانین کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ آخر ایکس ٹوکی آدمی کو تم کے کام کیوں

سوچتا ہے جس کا روپی غیر ذمہ دار نہ ہو۔ کیا یہ ہمارے ٹھکے کے قوانین کے خلاف نہیں ہے کہ کوئی ایسا آدمی ہمارے

رازوں میں شریک ہو جو ہم سے کسی تم کا بھی تعاقب نہ رکھتا ہو۔ میرا اشارہ اسی ہمہت کی طرف ہے۔"

"خبار تم آرام کرو۔" جولیا سچو گے اتنا ہی تمہیں خدا آئے گا اور یہ تم جانتے ہی ہو کر خالی خالی نہ سے اپنی ہی محنت کو کھلانا پہنچتا ہے۔

"کہہ لو، تم بھی مخفی۔ اڑا لو۔ لیکن تم بہت جلد سونگی کہ میں نے عمران کو قتل کر دیا۔"

جولیا نے اس خیال پر کوئی تبصرہ کئے بغیر کافی کی بیالی اٹھائی اور خیطے سے نکل گئی۔

7

عمران نے رائلن کندھ سے لکائی اور باہر نکلنے والے اتحاد کر روشنی اسے روک کر بولی۔ "آخر محاٹے کا انعام کیاں اور کیسے ہو گا۔"

"کیا تم آج کل اس معاملے کے علاوہ اور کچھ بیش سوچ رہیں؟"

"ہاں آج کل میرے ذہن میں اس کے علاوہ اور کچھ بیش رہتا۔"

"تب مجھے یقین ہے کہ تم کوئی بڑا کارنا مانع نہ ہے سوچو گی۔"

"مگر تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔"

"دیکھو روشنی۔" عمران ایک طویل سانس لے کر بولا۔ "میرا اندازہ ہے کہ یہ لوگ میں زہر پھیلائے ہیں اور

یہ کوئی بہت بڑی حکیم ہے لہذا تو کوئی اٹلی بیانے پر اس کے خلاف قدم اٹھایا جائے یا پھر سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ اس حکیم کے سربراہ پر ہاتھ ڈال دیا جائے۔ اٹلی بیان کے اقدام کا جہاں تک قحط ہے وہ ملک اور ملک کی پر امن خدا کے لئے سود مدد ٹابتہ نہ ہو گا کیونکہ اٹلی بیان پر کوئی کام شروع کرنے کا یہ مطلب ہے کہ عام آدمی کو بھی اس سازش کا علم ہو جائے لیکن اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہو سکتا۔ میوس صدی کے نصف کے بعد کذا ذہن حفظ بلاہث کا فکار ہے۔ تم جانتی ہو کر تحریک پسندی کی بنیاد پر جعلہاہث ہی پر ہوتی ہے اور یہ جعلہاہث تحریک کاری کے لئے بہانے خالش کرتی رہتی ہے اور تم یہ بھی جانتی ہو کہ غیر قائمی حالات نے آدمی کو مستقبل سے مایوس کر دیا ہے اپنے دادا ہر چندار چیز کے پیچے دوڑنے لگا ہے خواہ وہ آگ ہی کیوں نہ ہو۔ اگر یہ حکیم مظر عام پر آگئی تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جعلائے ہوئے ذہنوں کی ہمدردیاں حاصل کر لے، فاہر ہے کہ دنیا کی ہر حکیم اپنے جواز کے لئے بہترین حکم کے دلائی رکھتی ہے۔ اگر وہ دلائل ان جعلائے ہوئے ذہنوں نے تسلیم کر لئے تو جانتی ہو کیا ہو گا؟ پھر یہ ہوگا روزی کہ اس آگ کو بجانے کے لئے سات سمندر بھی ناکافی ہوں گے۔ لہذا میں اس ساتھ کو بانی سے باہر نکلتے سے پہلے یہ کیوں نہ ختم کر دوں... اور اسے ختم کرنے کا بھی طریقہ ہے کہ اس کے سر کو ٹکل دیا جائے۔ یعنی اس حکیم کے سربراہ کی گردان دبوچ لی جائے۔"

"اوہ... عمران ڈیبر۔" روشنی تھیں آمیز سرست کا اکھار کرتی ہوئی بولی۔ "تم یہ سب کچھ بھی سوچ سکتے ہو۔"

"میں آج کل ہر وقت تجیدہ رہتا ہوں روشنی تھیں، بہت پریشان ہوں میں چاہتا ہوں کہ یہ زہر عام آدمیوں

میں نہ پہنچنے پائے۔"

"روشنی اسے حرمت سے بھیتی رہی اور عمران خیطے سے نکل آیا۔ آج وہ فکار کے لئے چھ ماہی پر جانا چاہتا تھا۔ کیپ کے خاردار اتاروں کے باہر اسے فکاریوں کا مجھ نظر آیا۔ عمران ان کی طرف توجہ دیئے بغیر چڑھ رہا۔" اسے... مسٹر... کیا نام ہے آپ کا۔" عمران نے کسی کو پکارتے ہوئے سن اور غیر ارادی طور پر آواز کی طرف مرکیا۔

ایک فکاری ہاتھ ہلا کر اسے واپس آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ عمران رک گیا اور وہ فکاری خود ہی تجزیہ قدم اٹھا ہا جا ہواں کے پاس پہنچ گیا۔

"آگے تارک بیبا موجود ہے۔ اس نے کہا۔

"تارک بیبا۔" عمران نے احتفاظ انداز میں دہرا لایا۔ "یہ کیا ہوتا ہے۔"

"اوہ... وہ جانوروں کا بیبا ہے۔"

"میں جانوروں کا خاکو ہوں۔" عمران نے تفصیلی آواز میں کہا۔

فکاری اُس پر۔ عمران نے اسے پہچان لیا تھا۔ یہ انہیں فکاریوں میں سے ایک تھا جو کچھ دیر پہلے داہمی والے کے تھلی روشنی سے پوچھ گکر رہے تھے۔

"آپ خواہ تو وہ خاہ ہو رہے ہیں۔" اس نے کہا۔ "وہ آپ کو آگے نہیں بڑھنے دے گا اور آپ کے قدموں پر گر پڑے گا۔ دھمازیں مار مار کر رہے گا۔"

"اچھا۔" عمران نے حرمت سے ایک ٹکیں چاہا کر کہا۔

"وہ کہتا ہے کہ خدا نے جیسیں آدمی بنایا ہے۔ بے زبان جانوروں پر حرم کرو۔"

"اڑے واہ۔" عمران نے احتفاظ انداز میں قہقہہ لگایا۔ پھر سمجھیدہ ہو کر آہستہ سے بولا۔ "میں اس کے قدموں پر گر جاؤں گا اور دھمازیں مار مار کر رہوں گا اور اس سے کہوں گا کہ میں ایک ایسی گورت کا شہر ہوں جو مجھے یہ تو قوف بھیجتی ہے اس نے مجھے جانوروں کیا خود آدمیوں کو بھی مار دینے کا حق حاصل ہے۔ کیا آپ وہی نہیں ہیں، جو ایک داہمی والے کو خلاش کر رہے تھے۔"

"جی ہاں، میں وہی ہوں۔"

"اور آپ نے محسوں کیا ہو گا کہ وہ مجھے کس طرح آٹھا رہی تھی۔"

"نہیں جتاب... میں نے تو۔"

"آپ نہ لکھ کر رہے ہیں۔ آپ نے محسوں کیا تھا اور آپ سکرا رہے تھے۔"

عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور جانے کے لئے مژگیا۔ پکھو دوڑ پڑنے کے بعد وہ پھر جڑا۔ اور فکاری سے بولا۔

"میں یہاں اپنی جان دینے آیا ہوں تاکہ اس گورت سے جیچھا چھوٹ جائے۔ اگر میں شام تک واپس نہ آؤں تو اسے راتی کا ہربت

تادا جائے گا کہ تیرے گدھے شہر نے کسی درندے کو کھالا۔

فکاری اس طرح خاموش کمرنا تھی جیسے خود اس سے کہی جنم سرزد ہو گیا۔

مگر عمران آگے بڑھتا چلا گیا۔ بالکل اسی انداز میں جیسے کسی قلم کا ناکام عاشقِ محبوب کی بیوی کی کتاب دلا کر اس کے پار چلے جانے کا عبد کر بینا ہو۔

وہ چلتا رہا حتیٰ کہ اس کی نظر وہ اوجبل ہو گیا۔ یہ راست جس پر وہ چل رہا تھا گھنیِ محاذیوں کے درمیان پیغم کھانا ہوا جس حائل سک چلا گیا تھا۔ اپا ایک جگہ عمران روک گیا۔ کیونکہ اس کے سامنے ایک سمجھنے بڑھا آدمی اس انداز میں دلوں پا تھوڑے پھیلانے کر رہا تھا۔ جیسے اس کا راست روک رہا ہو۔ اس کے ٹھوٹ سے کر بک گیرے رہ گیا۔ ایک تجھ لپٹا ہوا تھا اور اپر کا جسم برہن تھا۔ سفیدِ گھنیِ داڑھی میں نکل بھیل ہوئی تھی۔ وہ عمر کے اقتدار سے جرت اگنیز طور پر تدرست تھا۔ آجھیں اندازہ ہو رہی تھیں۔

”خدا کے لئے آگے نہ بڑھو۔“ اس نے لجاجت آمیز لبجھ میں کہا۔ ”جانوروں پر رحم کرنا یکسو۔ خدا تم پر گرے گا۔“

”واقیٰ...“ عمران خوش ہو کر بولا۔ اب وہ پھر احتش نظر آنے کا تھا۔

”ہاں۔“ بڑھا گئی اسے جرت سے دیکھ رہا تھا۔

”مگر میں تو جگل میں خیر سکالی کے ملن پر آیا ہوں۔“ عمران نے تشویش کن لبجھ میں کہا۔

”خیر سکالی کا میں...“

”تی ہاں۔ یہ رانفل کی لگڑی بکار اپنی جماعت کی طرف سے تختہ پیش کروں گا۔“

”آپ میرا مددگار اذانے کی کوشش کر رہے ہیں صاحبزادے۔“ بڑھے نے فرم لبجھ میں کہا۔ ”آپ میرے دل پر تھوکے میرے جسم کو اپنے دلوں لے کچلے ٹکن میں آپ کو ادھرنیں جانے دوں گا۔ وہ بے زبان جانور اپ کی بہتی میں نہیں جاتے۔ وہ اپنی تفتریخ کے لئے آپ کا خون نہیں بھاگتے۔“

”ای لئے تو میں جانوروں کی اتنی عزت کرنا ہوں۔“

”لڑکے بہتر یہ ہے کہ میرا مذاقِ اذانے کے بجائے میرے دل پر تھوک دو۔“

”بڑے میاں کیا تھیں آدمیوں پر رحم نہیں آتا۔“ عمران نے پوچھا۔

”کیوں۔“

”دنیا میں بہترے آدمی، آدمیوں سے جانوروں کا سامنہ ہاڑ کرتے ہیں تم انہیں چھوڑ کر جگل میں کیوں آئے ہو۔“

”کچھ بھی ہوں آپ کو ہرگز نہ جانتے دوں گا۔“ وہ عمران کے پیروں پر گرتا ہوا بولا۔ ٹکن میک اسی وقت عمران نے ایک جی جی سنی جو اور پر سے آئی تھی۔ جس حائل سے اس کا راست روشنی میں جس کے بازو پر توب کی تصویر دیکھی تھی۔ اس کے سینے پر کسی دعا دار جیز سے جملہ کیا گیا تھا۔ عمران نے اس کے سینے پر دوزخ دیکھتے ہوئے تھے۔

”یہ کسی آدمی کی جی جی تھی...“ عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں تھی تو۔“

”شاید کسی جانور نے اس پر جلد کیا ہو۔“

”بُوکلے ہے۔“ بڑھا آدمی زمین سے احتالت ہوا بولا۔

”آئیے بکھیں۔“

”ہاں... ہاں... مگر آپ کسی جانور پر رانفل نہیں چلا سکیں گے۔“

عمران کچھ بولا۔ وہ بڑھے کو ایک طرف بٹا کر آگے بڑھ گیا۔ جیسے پھر سنائی دی اور عمران آواز کی طرف دوڑنے لگا۔ اس نے کاغذ سے رانفل اتار کر دوڑتے ہوئے دو ہوائی فائر بھی کئے۔ بڑھا اس کے پیچے دوڑتا ہوا جیسی رہا تھا۔ ”نہیں، نہیں۔ تم فائز نہیں کرو گے۔“

عمران اس سے پچھا چڑھانا چاہتا تھا۔ اس نے اس کے سختی میں اندازہ لکھا تھا کہ وہ کوئی... پڑھا لکھا چاہا اسک آدمی ہے اور شہرت حاصل کرنے کے لئے اس حجم کی حرکتیں کر رہا ہے۔ بُوکلے ہے۔ آئنے والے اتحاب میں امیدوار کی جیت سے کمزور بھی ہو رہا ہو۔ اس نے اس سے پہلے بھی ایسے بہترے تارک اور جمادات دیکھتے تھے اور ان کے سختی کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ یہ لوگ محفل شہرت حاصل کرنے کے لئے بہت وقت برپا کر دیجے ہیں اور ”خدمت“ کا موقع ان ”بیچاروں“ کو بہت کم ہاتا ہے۔

وہ دوڑتا رہا اور مگر ایک جگہ اسے اس طرح رکنا پڑا کہ اس کے جسم کو جھکتا سا لگا۔ وہ بہت مشاق آدمی تھا۔ ورنہ گر پڑنے میں کوئی سر نہیں رہ گئی تھی۔ یا مگر بھی ممکن تھا کہ وہ کسی درخت کے تنے سے گرا جائے۔

اس سے تقریباً میں گز کے قابلے پر ایک آدمی پر اڑپ رہا تھا اور اس کے سینے سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا۔ عمران جھپٹ کر اس کے قریب پہنچا جسی کے ہوٹ انتہائی کرب کے عالم میں مکھلے اور بند ہوتے رہے۔ دھناؤں کے سطح سے ایک لرزادی نے والی جیج نکلی۔ یہ تکن الفاظ تھے جنہوں نے جیج کی حل احتیار کر لی تھی۔ عمران نے ساف ساتھا اور ان الفاظ کو سمجھنے میں بھی ٹللی نہیں کی تھی۔ زندگی نے جیختے کے انداز میں ”رائی کا پہت“ کہا تھا اور یہ اس کی آخری جیج تھی کیونکہ اس کے بعد یہ اس کا جسم ساکت ہو گیا تھا۔

عمران نے بڑھے کی طرف دیکھا جو آجھیں پھاڑے لائش کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”یہ کون خالم تھا۔“ بڑھے نے آہستہ سے کہا۔ اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ مگر عمران نے اسے لائش پر گرتے ہوئے دیکھا۔ وہ اس کے منڈ پر مندل کر کر رہا تھا۔ ”میرے پیچے میرے لال جھیں کس نے مارا۔ اسے خدا... اسے خدا۔ آدمی پر رحم کر... آدمی پر رحم کر میرے میود۔ اسے انسانیت کی راہ سے نہ بیکھدے۔“

عمران اسے چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ وہ مرنے والے کو اچھی طرح بیچا رہا تھا۔ یہ وہی فکاری تھا جیسی کہ جگل رات بلکہ زیر دنے جس کی آئسین پھاڑی تھی اور عمران نے محل کی روشنی میں جس کے بازو پر توب کی تصویر دیکھی تھی۔ اس کے سینے پر کسی دعا دار جیز سے جملہ کیا گیا تھا۔ عمران نے اس کے سینے پر دوزخ دیکھتے ہوئے تھے۔

بنا۔ اب میں جا رہا ہوں۔ خود یہ چوکی والوں کو بلا کر لاؤں گا۔ ان سے کہوں گا کہ مجھ کو گرفتار کرو۔ اگر تم اس جنگجوت سے پچھا چاہے تو میں تمہارا نام بھی نہ لوں۔"

"تجھے اس زحمت سے بچاؤ۔ بیمارے بیبا۔" عمران نے گھمکھا کر کہا۔

بچاؤں گا، صاف بچاؤں گا، خواہ خود پہاڑی کے تخت پر پہنچ جاؤں۔ بوڑھے نے کہا اور اچھل کر ڈھلان میں دوڑتا چلا گیا۔ اس ہر میں اس کے پھر تینے پن اور تیز رفتاری پر عمران عش عش کر رہا تھا۔ اس کی نظر دوں سے اچھل ہوتے ہی عمران لالش پر جنک پڑا اور بڑی تیزی سے اس کی چار سڑائی لے رہا تھا۔

8

بوڑھے نے عمران کا نام نہیں لیا تھا۔ لیکن عمران پولیس کی تیزی سے قع نہ سکا۔ کیونکہ بیرون نے عمران کو چھھائی کی طرف جاتے دیکھا تھا۔ ہو سکتا ہے اس وقت کچھ فکاری بھی چھھائی پر رہے ہوں۔ لیکن ان کا نام نہیں آنے پایا۔ خود متول کے مغلن اس کے ساتھیوں کو بھی علم نہیں تھا کہ وہ اس وقت جنگل میں موجود ہے بوڑھا خود یہ چھکی کے ہیئت کا نشیل کو جائے واردات پر لایا تھا اور اس نے یمان دیا تھا کہ وہ خود یہ اس قتل کا ذمہ دار ہے۔ اگر وہ فکاریوں کو جنگل میں جانے سے نہ رکتا تو شاید وہ آدمی جو کہ ایک پیٹی تھا اس طرح قتل نہ ہوتا۔

عمران نے محسوس کیا کہ پولیس والے نہ تو اس کے یمان کی تردید کر رہے ہیں اور نہ سے بولنے سے رد کتے ہیں۔ اس وہ سن رہے تھے اس کی باتیں۔ بالکل اسی انداز میں یہیں وہ اس کے مقابلے میں بالکل حیر ہوں۔ بعد میں عمران کو معلوم ہوا کہ اس ملاٹتے کے لوگ اس کا یہ حادثہ کرتے ہیں اور اس سے خافک بھی ہیں۔

مزید چھان میں کرنے پر عمران کو معلوم ہوا کہ وہ بہت مشور آدمی ہے۔ سرکاری طقوں میں وہ تیاری کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اور مجھے ہوئے سیاست دنوں میں اس کا شمار تھا۔ لیکن اب اسے سیاست سے دلچسپی نہیں رہ گئی تھی۔ بلکہ سماج سدھار کے سلسلے میں اکثر اس کا تذکرہ اخبارات میں آنکھ رہتا تھا۔

جب تک دوسروں نے عمران کے مغلن نہیں بتایا کہ وہ بھی چھھائی پر کیا تھا۔ بوڑھے نے اس کا تذکرہ نہیں کیا۔ لیکن جب اس کا نام آدمی گیا تو اس نے پولیس والوں کو بتایا کہ جب وہ عمران کو چھھائی پر جانے سے روک رہا تھا تو اس نے دوچینیں سی حص۔ چوکی کے ہیئت کا نشیل نے عمران کا یمان بھی لیا۔ عمران نے پہنچا نام میک ٹلکس لکھ دیا تھا۔

متول فکاری کے ان ساتھیوں نے جو چھل رات اس کے حالتی، بن گئے تھے بتایا کہ وہ اسے زیادہ دلوں سے نہیں جانتے تھے۔ ان کی ملاقات جمرگ ہاری میں ہوئی تھی اور اس کے گھر سے دوست بن گئے تھے۔

ظاہر ہے ان کے اس یمان پر عمران کی رگ تجسس پڑنے کی ہو گئی اور وہ اس نگر میں پڑ گیا ہو گا کہ کسی طرح ان پاروں آدمیوں کے بھی بازدہ کئے جائیں۔

شام سے پہلے پولیس والوں سے چھکارا نہیں کا۔

وہ کافی دیری تک حملہ آور کوٹھاں کرتا رہا۔ لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ وہ پھر لاش کی طرف واپس آیا بڑھا دلوں ہاتھوں سے منہ چھپائے لاش کے قریب دوز انجی خدا ہوا تھا۔

اس ماحول میں وہ آج سے ہزاروں سال پہلے کا آدمی معلوم ہو رہا تھا۔ تمہاراں گراٹیل اور فولاد کے بازو رکھے والا اس کی سفید داری ہے پر کھلی ہوئی تھی۔

عمران نے قریب جا کر آہتہ سے اس کا شانہ چھوایا تو میں نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھیں پکر اور زیادہ سرخ ہو گئی تھیں۔

"کیا یہ آپ کا کوئی عزیز تھا؟" عمران نے پوچھا۔

"کیا تم میرے عزیز نہیں ہو؟" بوڑھے نے بھراں ہوئی آواز میں کہا۔

"کیا آپ پہلے سے اے جانتے ہیں؟"

"میں ازل ہی سے سب کو جانتا ہوں۔ فرشتوں نے خدا نے میرے مغلن کیا تھا کہ یہ زمین پر بڑا تقدیر فساد ہے کرے گا اور خود میں نے بھی بھی محسوس کیا تھا۔"

"وکھوپڑے میاں یہ ایک آدمی کی لاش ہے۔ کسی جانور کی نہیں اس نے اگر تم اپنا قلقہ دوسرے وقت کے لئے انہار کو تو بہتر ہے۔"

"یہ میری لاش ہے۔ یہ تھاڑی لاش ہے۔ یہ ساری دنیا کی لاش ہے۔ میرے خدا میں کیا کروں۔ میں کیا کروں میرے ماں کے تھے میں میرے ہوئے کچھزے سے ہیا تھا لیکن میں غرور سے تھے میا تھے تھے یہ زمین پر پہنچا تھا مگر میں ہر وقت آسمان پر رہتا ہوں۔ میرے میوہوں میں کیا کروں؟"

"تم یہ کرو ہوئے میاں کہ سیدھے کٹرے ہو جاؤ۔ ابھی تھوڑی دیر بعد جمرگ نہ کی چوکی کا ہیٹھ کا نشیل آئے گا اور تم آسمان سے پیچے آتے آتے گے لہذا اگر پہلے ہی اڑ آؤ تو کیا حرج ہے۔ ہم دونوں کی مٹی پلید ہونے والی ہے اس لئے جیسیں سڑرے ہوئے کچھ کا بھی ہڑہ آجائے گا۔"

"کیا مطلب۔ میں نہیں سمجھا۔" بوڑھے نے اے گھوڑتے ہوئے کہا۔

"یہ لاش صرف میں نے اور تم نے دیکھی ہے۔ لہذا پولیس والے ہم دونوں ہی میں سے کسی ایک کو چھاننے کی کوشش کریں گے۔"

"تو کیا ہوگا۔ اس سے کیا ہوگا۔ کیا ساری دنیا کے آدمی پھنس جائیں گے۔ اگر ہم دونوں پھانسی پا جائیں گے تو کیا زندگی ختم ہو جائے گی۔"

"زندگی ختم ہو یا نہ۔ اور گھر میری نالاکتی یہی ضرور ہو جائے گی اور میں بھی پاہتا ہوں۔ اچھا ہب تم یہ تباہ کر ہیں کیا کرنا چاہئے۔"

"مجھ پر اس قتل کا الزام عائد کر دو۔" بوڑھے نے سمجھی گی سے کہا۔ "اگر میں جھمپیں راہ میں نہ رکتا تو شاید یہ بھی جاسوسی ادب

اور بھر جب عمران خیے میں واپس گیا تو روشنی نے بتایا کہ توب ناٹرنسیٹر سے کئی باریشی کی آواز آجھی ہے۔
”انہیں شہر ہو گیا ہے روشنی۔“ عمران نے کہا۔ ”اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ شکاری کیوں مارا جاتا اور شاید وہ اسی
تصویر کی وجہ سے مارا گیا ہے جس کے دیکھنے کے لئے بیک ترینے اس کی قیص پھاڑی تھی۔“
”وہ بیوڑھا کون تھا۔“ روشنی نے پوچھا۔

عمران نے اسے بوڑھے کے متعلق بتاتے ہوئے کہا۔ ”وہ عجیب و غریب شخصیت کا مالک ہے۔ میں اس سے
پہلے صرف اس کا نام سنا تھا ہوں۔“
”میں نے بھی سنا ہے کہ وہ اکثر شکاریوں کے بیچے پڑ جاتا ہے اور انہیں شکار کے لئے نہیں جاتے دیتا۔ لیکن“
شکاری کیوں مارڈا الگیا۔“

”کسی دن تم بھی اسی طرح مارڈا لی جاؤ گی۔“ عمران اداس ہو کر بولا۔ ”وہ لوگ جو مجھے مُراہلا کہتے ہیں اسی
طرح مارڈا لے جاتے ہیں۔“

وہ تھا ایک گوشے میں ریکھی ہوئی باسک سے بیٹھی کی آواز آئی اور وہ اسی طرف جیپڑا۔
ٹرانسیمیٹر نکال کر اس نے کہا۔ ”قریٰ قریٰ گن قریٰ قریٰ پلیز اور۔“

چھر اس نے توب کا دہانہ کان سے لکایا۔ ”آواز آئی۔“ گن قریٰ قریٰ تم کیسے ہو۔ اور۔“
”میں نہیں جانتا کہ تھی دری کی بے ہوشی کے بعد اٹھا ہوں۔ اور۔“

”کیا تم سمجھتے ہو کہ تم وہاں زیادہ دوں سمجھ نہیں تھہر سکے اور۔“

”میں سمجھ مرجان پسند کروں گا۔ اور۔“

”شباش۔ تھمارے جسم میں اچھا خون ہے اور اچھی روح ہے ایک خاص پدائی سنوار اسے اپنے طلاق کے
لوگوں نکل پہنچانے کی کوشش کرو۔ پچھان کے لئے صرف پاسورڈ زکانی ہیں۔ بازو کے نشانات مشتبہ ہو گئے ہیں۔ اور۔“
”ہدایت کا اعلان کر دیا جائے گا۔ اور۔“

”اوہ ایڈز آل۔“ دوسرا طرف سے آواز آئی اور سلسلہ نتھکوٹم ہو گیا۔
عمران نے فوراً ہی ناٹرنسیٹر نکالا اور جولیا کو خاطب کیا۔

”لس سر۔“ دوسرا طرف سے آواز آئی۔

”مصدر اب کیسا ہے۔“

”نجیک ہے جتاب۔ اب وہ بھر کرتا ہے کہ میں کام کرنے کے قابل ہوں اس لئے بے کار نہیں پہنچا چاہتا۔“
”اچھا تو اسے عمران کے پاس بیج دو۔“

”بہت بہتر۔ لیکن عمران یہاں کیا کر رہا ہے۔“

”جو کچھ بھی کر رہا ہے بہتر کر رہا ہے۔ مجھے علم ہے کہ تمہیں پھلی رات ناچتا بہت ناگوار گزرا تھا۔ لیکن وہ بہت

خود ری تھا۔“
”سی ہمیں اس کا معتقد بھی معلوم ہو گئے گا۔“
”ابھی نہیں۔“
عمران نے ناٹرنسیٹر بند کر دیا۔ روشنی اسے تشویش کن نظروں سے بچتی رہی۔
”ہاں۔“ ناٹرنسیٹر کو صندوق میں رکھ کر اس کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔ ”وہ شکاری محض اس نے مارڈا لیا کہ کچھی
رات کے پہنچے میں اس کی اتنی چھڑاڑی گئی تھی اور اس کے بازو توب کی تصویر دیکھی گئی تھی اس عقیم کے کسی آدمی
کو پہ ہو گیا ہے کہ کوئی توب کے نشانات کے متعلق چمان بین کر رہا ہے۔“
”اوہ۔“ روشنی کچھ سوچنے لگی۔ پھر بولی۔ ”کیا اسے اس بوڑھے کے آدمی نے نہیں روکا تھا۔“
”ہو سکتا ہے کہ وہ بوڑھے کے دہانے پہنچنے سے قبل ہی چھٹاں پر بچنے گیا ہو۔“
”خاموش روہشا یہ صدر آرہا ہے۔“
”کیا میں اندر آسکتا ہوں۔“ بہر سے آواز آئی۔
”ضرور۔ ضرور۔“ عمران بولا اور روشنی کو اشارہ کیا کہ وہ باہر چل جائے۔
صدر پر دھنگا کر اندر آیا اور روشنی باہر چل گئی۔
”بیٹھنے سفر صدر۔“ عمران نے بید کی کری کی طرف اشارہ کیا۔ ”اب آپ افٹے ہیں میرا خیال ہے کہ اب میں
آپ کی بعض خواہشات پوری کر سکوں گا ایکس ٹوکا خیال ہے کہ آپ اس کی پارٹی میں سب سے زیادہ کار آمد آدمی ہیں۔“
صدر پر کچھ نہ بولا۔ وہ یہ حد تجیدہ نظر آرہا تھا۔
”سب سے پہلے تو آپ یہ بتائیے کہ آپ نے اس آدمی کی لاش کا کیا کیا تھا۔“
”میں نے اسے ایک چھوٹے سے عارمی دفن کر دیا تھا۔“
”گذہ، ہاں تو اب سچے وہ نیکی توپ دراصل ایک مخصوص حرم کا ناٹرنسیٹر ہے۔“
”اوہ...“

عمران اسے اس کے متعلق بتانے لگا اور اسے اچھی طرح سمجھا دیا کہ اس ناٹرنسیٹر کو کس طرح استعمال کیا جاسکتا ہے۔
”اب میں چاہتا ہوں کہ آپ پھر وہیں وہیں جائیں۔“ اس نے کہا۔ ”آپ کوں قریٰ قریٰ کارول ادا کرنا ہے
جو بیٹھاتا آپ کو اس نئے سے ناٹرنسیٹر پر موصول ہوں انہیں مجھ تک پہنچا دیجئے۔ میرے ناٹرنسیٹر کا نمبر قریٰ سکس ہے
اور آپ اپنے نمبر مجھے نہ توک رہو یجئے۔“
”قریٰ قریٰ“ صدر بولا۔

”نجیک آپ کو ایک بیمار آدمی کارول ادا کرنا ہے مسٹر صدر۔“ یعنی اس وقت آپ کا بیمار ہونا لازمی ہے۔ جب آپ
اس توب ناٹرنسیٹر پر کسی سے لٹکو کرنے لگیں! کچھ کھانے... کرائیں... آواز بھرائی ہوئی ہوئی پا جائیں تاکہ شناخت نہ
راٹی کا پھربت

کا جائے۔

"میں سب بھردا ہوں۔" صدر سرہلا کر بولا۔
"آپ کو خوف تو معلوم نہیں ہوتا۔"

"ہرگز نہیں۔ کیا آپ میری توہین کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟"

صدر کے ہوتوں پر غیف سی سکراہٹ نظر آئی۔
"اب صدر صدر۔ جب آپ کوواہیں بلانا مقصود ہوگا تو آپ کوڑا نسیل پر اطلاع دی جائے گی... اور وہاں جب بھی آپ کسی قسم کا خطرہ محسوس کریں مجھے فوڑا اطلاع دیں۔ آپ کی مدد کی جائے گی اس کا ذمہ ایکس نو تے یا ہے۔"
قوری دیر بعد صدر چلا گیا اور عمران نے اپنا نسیل نالا توپ نما نسیل وہ صدر کے حوالے کر پکا تھا۔ اپنے نسیل پر اس نے کہنچا خارہ کو متوجہ کیا۔

"لیں سر۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"صدر کہیں جانے کا ارادہ رکھتا ہے اس پر نظر رکو۔"

"کیا اسے روک دوں جتاب۔"

"نہیں۔ اس کا تعاقب کرو گر اس طرح کے علم نہ ہونے پائے تم اپنی ضروریات کا خفر سامان بھی ساتھ لے لیتا۔ ہمکن ہے صدر کا ستر طویل ہو جائے۔"

"بہت بہتر جتاب۔"

"جہاں بھی وہ قیام کرے اس سے تمہوڑے ہی قاطلے پر تم بھی اپنے لئے کوئی مناسب جگہ تلاش کر لیا۔"

"بہت بہتر جتاب ایسا ہی ہو گا۔"

"اب۔" عمران نے نسیل بند کر دیا۔ روشنی اس کے قریب ہی کھڑی سن ری تھی۔ اس نے کہا۔ "آخر سے کیا قائدہ صدر پر یہ بات کیوں نہ ظاہر ہو کر وہاں اس کا کوئی مددگار بھی موجود ہے۔"

عمران مکرایا۔ مکراتا ہی رہا اور پھر بولا۔ "تم جانتی ہو کہ ایکس نو عمران ہے۔ اس نے ہمکن ہے کہ عمران سے حادثتیں سرزد نہ ہوں۔"

"مگر ان کل اوقت یہ جدید نظر آرہے ہو۔"

"غور نہ کرو۔ یہ بھی ایک طرح کی حادثت ہی ہے۔ جھیں نہیں مسلم کر میں اس طرح اپنی محنت چاہ کرہا ہوں... اگر میں ایک دن جیجہ رہتا ہوں تو دوسرے دن میراوزن کم از کم تین پونڈ ضرور گھٹ جاتا ہے۔"

"جھیے خارہ اور صدر والی حادثت کا مقدمہ تباہی۔"

"کیوں نہیں جھیں اپنی اور تھہاری حادثت کا مقدمہ تباہی۔"

"چلو بھی تباہ۔" روشنی مکرائی۔

"میری اور تھہاری حادثت کا مطلب یہ ہے کہ میں تھہاری نسل دیکھ دیکھ کر بورہتا ہوں۔"

"تم جاؤ جہنم میں۔ میں ابھی اسی وقت یہاں سے واپس جاؤں گی۔" روشنی جھلانگی۔

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ میں تھہاری نسل یاد کر کے بورہتا ہوں گا۔"

"خود ہرے حسین ہیں۔" روشنی برا سامنہ نہ کر جلے بینے لبھے میں بوئی۔

"کاش میں نے اپنے حص سے فائدہ اٹھایا ہوتا۔" عمران شفی سانس لے کر بولا۔ "یقین، ماذ اگر مجھے اس کا موقع ٹاہونا تو اس وقت ڈیڑھ درجن بانپوں کا پچھہ ہوتا۔ اور... بہپ بھنی۔ پچھل کا باب ہوتا۔"

"بکواس مت کرو۔ تم خود کو نہ جانے کیا بھجھے گے ہو۔" روشنی نے کہا اور خیس سے کل کی۔ اس نے یہاں کی دوست بنا لئے تھے۔

عمران بھی اٹھا اور اپنی سے کوٹ اتار کر پینے لگا۔

9

جولیا اپنے خیسے میں تھا تھی۔ عمران نے پورہ ہٹایا اور اس سے اجازت طلب کے بغیر اندر دخل ہو گیا۔ جولیا اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اس کا ارادہ تھا کہ اب عمران سے ملاقات ہونے پر اس کی ابھی طرح خبر لے گی۔ لیکن نہ جانے کیوں اس کی نسل دیکھتے ہی سارا نصیر کا پورہ ہو گیا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ عمران سے کوئی باقی اگلوں کے چکر میں روئی ہو۔ اسی لیے پورہ اچھی کام مظاہرہ کرنا مناسب نہ سمجھا ہو۔

"کل کے بعد اب دکھائی دیئے ہو۔" اس نے سکرا کر شکایت آئیز لبھے میں کہا۔

عمران اس طرح پلٹ کر چھپے دیکھنے کا جیسے جولیا نے یہ بات کی دوسرے سے کہی ہو۔ پھر تھی انداز میں بولا۔

"مجھے تو کوئی بھی نظر نہیں آیا۔"

"کون؟ کیا کہہ رہے ہو۔"

"تم نے یہ بات کس سے کہی تھی۔"

"تم سے۔"

"مجھے سے۔" عمران اپنے سینے پر دابنے ہاتھ کا انگوٹھا مارتا ہوا بولا۔

اگر تم نے یہ بات مجھے کہی ہے تو۔"

"تم ہمیشہ فضول ہاتھیں چھپتے رہیے ہو اور کام کی ہاتھیں رہ جاتیں ہیں۔"

"اچھا تو آج نہ رہ جائیں کام کی ہاتھیں۔" عمران سرہلا کر بولا اور ایک کری سکھی کر بینے گیا۔

"سب سے پہلے تو یہ تباہ کرتم نے مجھے پہنچلی رات کیوں پر بیشان کیا تھا۔"

"میں نے تھیں پر بیشان کیا تھا اتم نے مجھے پر بیشان کیا تھا۔"

"میں نے کیا پر بیشان کیا تھا۔"

"تم بہت اچھا ناق رہی تھیں۔ لیکن چوبان بالکل کسی گدھے کی طرح اکاڑیں بجا رہا تھا۔"

"یہ ناق کیوں ہوا تھا؟"

"دیکھنے کے لئے مس قزوین کیا تم نہیں دیکھا کر لوگ کتنے محظوظ ہو رہے تھے۔"

"جھیں کیا جس تھا کہ مجھے اس طرح ذلیل کرو۔" جولیا کو خصہ آگیا۔

"تم کتنا اچھا نہیں ہو۔ عمران خندی سانس لے کر بولا۔"

"اگر ایکس ٹوکا خیال نہ ہوتا تو تمہیں دیکھتی۔"

"ہائی، تو کیا بھی سمجھ تم نے میری طرف سے آئھیں بند کر کی تھیں۔"

"تم نے سوری کو کیوں مارا تھا۔ اس کی حالت اچھی نہیں ہے۔ کیا ایکسو جھیں اس کے لئے معاف کر دے گا؟"

"نہ معاف کرے گا تو اسے بھی ماروں گا۔"

"خوبیر جھیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

"تو پہلے ہی کب اس نے مجھے زندہ چھوڑا ہے۔"

"تم نہیں بتاؤ گے۔"

"کیا۔"

"یہاں ہم لوگوں کی آمد کا مقصد۔"

"میں تو چاند میں شہدگا کرچائے آیا ہوں۔"

"کیا مطلب۔"

"ہنی موں، عمران نے کہا اور شرم کر رہا تھا۔ اس کے کافوں کی لوئیں عک سرخ ہو گئیں۔ بالکل ایسا معلوم ہوا جیسے وہ یک یہک جنس تبدیل کر کے کوئی کواری لڑکی بن گیا ہو۔

"کیا مطلب۔"

"ہنی موں کا مطلب پوچھتی ہو۔" عمران اسی انداز میں سر جھکائے ہوئے بڑی بڑی۔

"اوہ۔ تو تم نے شادی کر لی ہے روشنی سے۔"

"کیا؟" عمران یک یہک اچل پڑا۔ وہ جولیا کو غصیل نظر ہوں سے دیکھ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے بھراہی ہوئی آواز میں کہا۔ "میں نہیں جانتا تھا کہ تم میرے دستوں کی دشمن ہو۔"

"کیا بات ہوئی۔"

"بات یہ ہوئی کہ جس لاکی سے میری شادی ہونے والی ہو اس کے لئے بھرپور ہو گا کہ اسے کسی چھوٹے سے مندوں میں بند کر کے اس کا دم گھٹ جانے کا انتشار کیا جائے۔ پھر اگر تم میرے کسی دوست کے لئے یہ سوچ تو میں کیا سمجھوں گا۔"

"تم سے خدا ہی سمجھے گا۔" جولیا دانت میں کر بولی۔ "تم مجھے بور کرنے کیوں چلتے ہو۔"

"میں تو تمہیں یہ بتانے آیا تھا کہ تم واقعی بہت اچھا نہیں ہو۔ میں کسی موقع پر تمہیں رات بھر چڑھاں گا۔"

شام کو بڑھا آدمی پھر کپ میں نظر آیا۔ مگر اس کی حالت مجتوں کی سی تھی وہ چاروں طرف چلتا پھر رہا تھا
بھی تو اس کی آواز اتنی بے ہمدرد ہو جاتی تھی کہ زبان سے ادا ہونے والے الفاظ صاف نہیں سمجھے جاسکتے تھے۔ اور کبھی
سب کچھ صاف نہجا سکتا تھا۔

آخر کاروہ ایک درخت کے تنے سے بیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے گرد بھیڑ اکٹھا ہو گئی تھی اور وہ نمری طرح ہانپ

بڑھا انسیں جاتے دیکھا رہا۔ دوسرا بیٹھا کاری پے تھا شہر فس رہے تھے۔ اس بھیڑ میں جولی بھی تھی۔ بیٹھتے
صدیق، چہاں اور سارے جنت نعمانی بھی تھے۔ ان کے مندرجات سے کلے ہوئے تھے۔ عمران اور روشنی کی یہ مشترکہ حرثات
کسی کی بھی بکھر میں نہ آسکی۔ کچھ دیر بعد بڑھے نے کہا ”بہت جاؤ، میرے پیچے... مجھے راستہ“۔ لیکن میرے پیچے کوئی
بھی نہ آئے۔

لوگ بہت گئے۔ بڑھا آگے بڑھا۔ وہ اسی طرف جا رہا تھا۔ چھدر عمران اور روشنی کا رخ تھا۔ بعض لوگوں نے
بڑھے کے پیچے جانا چاہا۔ مگر دوسروں نے روک دیا۔

بڑھے میں داخل ہو چکے تھے۔ بڑھے نے باہر سے بلند آواز میں کہا۔ ”میری بیچی تم مجھے خبیث کہ
رکھی اور عمران خیے میں داخل ہو چکے تھے۔ بڑھے نے باہر سے بلند آواز میں کہا۔“

”اڑے جاؤ... اپنا راستہ دیکھو۔“ اندر سے روشنی کی آواز آئی۔ ”میں ان کا قیصر کر کے ڈال دوگی... دیکھتی ہوں میرا
کوئی کیا بکار لیتا ہے۔“

”میں تھہار آمیٹ بنا کر کھا جاؤں گا۔ تم قیصر کے دیکھو تو۔“ عمران کی خوفزدہ ای آواز آئی۔ ”میرے پیارے
باہا... اندر آ جاؤ... ورنہ یہ عورت مجھے قتل پر مجبوہ کر دے گی۔“

”تھہارے شوہر کی اجازت سے میں اندر آ رہا ہوں میری بیچی!“ بڑھے نے کہا اور خیے میں داخل ہو گیا۔ عمران
ایک کری پر پڑا بات رہا تھا اور روشنی اس انداز میں کھڑی ہوئی تھی جیسے اس سے پہلے بھی دو چار طماٹیے جہاڑی ہیں۔
”تم کون ہوئے ہو دوسروں کے معاملات میں خلیں انداز ہونے والے۔“ روشنی بڑھے پر پلت پڑی۔

”تم دوسرا نہیں اپنے اسی ہوتم دنوں میرے پیچے ہو چکے تم دنوں سے ہمدردی اور محبت ہے اور اگر تم ایسا نہیں
سمجھیں میری بیچی۔ تو مجھ پر تھرپلا دا نئے تھرپلا رکھوں کیں ہلاک ہو جاؤں۔“

”ذرما رکر تو دیکھے۔ میں اس کا آمیٹ۔“

”نہیں میرے پیچے۔“ بڑھا باتھا کھا کر بولا۔ ”تم مت بولو۔“

”نہیں اسے بھی بولنے دو اور تم بھی بولو۔“ روشنی آنکھیں نکال کر بولی۔

”میں تم سے صرف یہ کہنے آیا ہوں میری بیچی کرم میں شرق کا بھی خون ہے اس لئے اپنے اجداد کی روحوں کو
شرمندہ نہ کرو تھہار اعلیٰ اس شرق سے ہے جہاں گورنیش اپنے شہروں کو پوچھتی ہیں۔“

”تم سیدھے بیندھ جاؤ، میں تھہاری پوچا کروں گی۔“ روشنی عمران کو گھونسہ کھا کر بولی۔

”بابائیں اپنی پوچا کرنا نہیں چاہتا۔“ عمران رو دینے والی آواز میں بولا۔

”تم اور بابا دو توں جنم میں جاؤ۔“ روشنی نے جیچ کر کھا اور خیے سے باہر چلی گئی۔

عمران بینجا مسٹر بورٹارہا اور بڑھا سینے پر ہاتھ باندھ کر گھار رہا۔ اس کا سر سننے پر جھکا ہوا تھا۔ چڑھے چکلے
بازوں کی چھلیاں کچھ اور ابھر آئی حس۔

اپنے کم و داہنہ باتھا کر بولا۔ ”تم سب جانوروں کا خون بہا کر خوش ہوتے ہو۔ گرفتار میں جھیں اطلاع دنائیں
کہ ایک دن تمہارا بھی خون اسی طرح ہے گا۔ تم جانوروں کی طرح ذائقہ کر دا لے جاؤ گے۔ میں ایک بہت بڑے خلے
کی بوسانگہ رہا ہوں۔ فنا میں پاروں کے ہوئیں کی بھک میں ابھی سے محسوس کر رہا ہوں حالانکہ خطرہ ابھی کچھ دور ہے۔“

”کیا یہ تیسری جگ کی چیز کوئی ہے ہا۔“ کی نے پوچھا۔

”نہیں یہ اس جگ کی خبر ہے جب بیٹا باپ کو مارے گا... باپ بیٹے کی ٹکیں چیر کر پیچک دے گا۔ بھائی بھائی کا
گاہکونے گا... اور سنو گے؟“

”یہ کون سی جگ کوئی ہا۔“ پھر کی نے پوچھا۔

”یہ جگ نہیں ہوگی۔ خدا کا قبر ہوگا۔ یہ بھی کوئی جگ ہوئی کر ایک جم سے قتل رکھنے والے دو ہاتھ ایک
دوسرا کو خون کر کھدیں۔ کیا یہ خدا کا قبر نہیں ہوگا۔ اگر تم اپنا سارا جم اپنے ہی دانتوں سے لے بولہاں کر دا لاؤ۔“

دھماکج سے ایک پیچے بلند ہوئی اور لوگ اچھل کر منتشر ہونے لگے جنہیں بات صرف اتنی تھی کہ ایک احتی
نے اپنے ہی دانتوں سے اپنی کلائی لے بولہاں کر لی تھی اور اب اس طرح منہ بنائے کڑا تھا جیسے اس کی حفاظت کا کوئی جواب
نہ ہو جو لوگ اسے پہنچانے تھے پر ماختہ فس پڑے۔

ٹھیک اسی وقت ایک یورپیشن گورت جھنی ہوئی جمع میں داخل ہوئی اور زندگی آدمی کی کلائی پکڑ کر اور زیادہ چیز
لگی۔ وہ بڑھے کر کر ابھلا کر دی تھی۔

”تھہارے جم میں کوئی خبیث روح ہے، بڑھے تم نے اس پر جادو کر دیا ہے۔ تم قاتل ہو، تم لوگوں کو مجبوہ کر لے
ہو کر وہ خودی اپنی گردش کاٹ ڈالیں۔“

بڑھا چکلے جس سے منہ چاڑے اسے گھوٹا رہا پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ”تم جی کہتی ہو میری بیچی میں
انجھائی گھنگا رآدمی ہوں کہ میرے جم میں کسی خبیث روح کا شہر ہونے لگے۔ میں بہت انگھا رہوں، میری بیچی... ہاں میں
نے قاتلوں کے ہاتھوں سے کہا تھا کہ میں ہی اس بدنصیب کا قاتل ہوں۔ لیکن انہوں نے مجھے گرفتار نہیں کیا۔“

”خاموش اے واہیات گورت۔“ اس احتی آدمی نے کہا۔ جس نے اپنی کلائی زندگی کر لی تھی۔ ”اگر تو نے ہاں کی
شان میں کوئی نازیباں کلائی زبان سے کھالا تو میں اس وقت... کیا کروں گا؟“

وہ اس طرح خاموش ہو کر سوچنے لگا جیسے کچھ اسے یادت آ رہا ہو کر اسے اس وقت کیا کرنا تھا۔
”کیا تم دنوں؟“ بڑھا باتھا کھا کر بولا۔ ”شوہر اور بیوی ہو۔“

”ہاں۔“ احتی شکاری سر ہلا کر بولا۔ ”یہ میری شہر اور میں اس کا بیوی ہوں۔“
دوسرا لوگ نہیں پڑے اور گورت دانت پینے لگی۔
وہ احتی آدمی کا گرباں پکڑ کر جنم کا دتی ہوئی بولی۔ ”چل بیاں سے جو... تھہارا دماغ بالکل خراب ہو گیا ہے۔“

"اس نے رائی کا پر بہت کہا تھا۔" بورڈ میں نے نہ ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔ پھر مختصر پانچ انداز میں خیلے کے دروازے بھک گیا اور باہر جماعت کر گھر واپس آگیا۔

"میں نے سوچا تھکن ہے کہ کوئی ہماری باتیں سن رہا ہوں۔" اس نے کہا۔ چند لمحے میں خیز انداز میں عمران کو گھوڑا رہا۔ پھر بولا۔ "میرے بچے تم خود کو چونقوف غایب کرنے کی کوشش کرتے رہو۔ تھن حیثیت یہ نہیں ہے۔ میری روح جو دوسرا روحوں کو اچھی طرح پیچانی ہے سمجھی کہہ رہی ہے کہ تم بہت ذہین ہو اور تمہارے اعصاب فولاد کا جواب ہیں۔" "ہو سکتا ہے۔" عمران نے لاپرواٹی سے کہا۔

"اور میری روح اچھی طرح جانتی ہے کہ تم اس سلطے میں میری مدد کرو گے۔ میں پاہتا ہوں کہ کسی طرح یہ خدھہ مل جائے۔"

"میں مدد کروں گا، مگر خطرے سے سمجھی تو آگاہ کرو۔"

"چھ حائل پر۔" وہ آہستہ سے بولا۔ "میں نے ایک جگہ الحکم کا ڈیمیر دیکھا ہے اور وہ سب کا سب ساخت کے اعتبار سے غیر ممکن ہے۔ میں عرصہ سے دیکھ رہا ہوں۔ سمجھی گار بالکل خالی پڑا رہتا ہے اور سمجھی دہاں رائکوں، منقق قسم کی گنوں اور ہوں کے ڈیمیر نظر آتے ہیں۔ میں نے اکثر راتوں کو چھپ کر ان پر اسرار آدمیوں کو دیکھا ہے، جو اس گار کو سمجھیں اور جیزوں سے بھروسے ہیں اور سمجھی خالی کر دیتے ہیں۔"

"آپ نے پولیس کو اطلاع کیوں نہیں دی۔"

"میں نے کسی ہار کو شک کیا ہے لیکن وہ مجھے پاگل بھتے ہیں ان میں اتنی ہست کہاں ہے کہ میرے ساتھ چھ حائل پر پاکیں۔"

"کیوں۔"

"ان کا خیال ہے کہ میری رو جس میرے قبیلے میں ہیں اور میں ان لوگوں کو چھ حائل پر لے جا کر ان کی سیست چھ حادوں گا۔"

"لیکا یہ میں نہیں سوچ سکتا۔"

"نہیں میری روح تمہارے اندر جماعت کر رہی ہے۔ دہاں اسے ضعیف الاعتقادی کی بھلی کی جھک جھک بھی نظر نہیں آتی۔" "پھر۔۔۔ میں چلا جاؤں گا تمہارے ساتھ۔"

"تمہا۔۔۔؟" بورڈ سے نئے پوچھا۔

"نہیں۔" عمران آہستہ سے رازدارانہ لہجے میں بولا۔ "اپنی بیوی کو سمجھی ساتھ لے چلوں گا اور اسے دہیں کہیں۔ دکڑا دیں گے۔ کسی کو کافیں کافیں خیر بھی نہ ہوگی۔"

"بیکار باتیں نہ کرو۔ تم اپنے دوستوں کو سمجھی لے چلو۔" ہو سکتا ہے دہاں کوئی خلرناک صورت بھی پیدا ہو جائے۔ "خدا ان لوگوں سے نہ بھیڑ ہو جائے، جو دہاں الحکم لے آتے ہیں۔"

"بaba" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "ابھی تم باہر کیا کہہ رہے ہے تھے۔ جسے سن کر میرا دماغ قابو میں نہ رہا اور میں نہ۔"

عمران نے اسے اپنی رُنگی کلامی دکھاتے ہوئے اسے استھانہ میری نظروں سے دیکھا۔

"میں تمہارے سینے میں ایک در دندول دیکھتا ہوں چے۔۔۔ میں جو کچھ بھی کہہ رہا تھا غالباً یہیں کہہ رہا تھا۔ ایک بہت بڑا اقتدار اٹھانے والا ہے۔ میں بہت کچھ دیکھ رہا ہوں۔ لیکن لوگ مجھے پاگل بھتے ہیں۔ کبھی ملک میں بہت بڑے بڑے سیاست دان میری باتیں بہت غور سے سنتے تھے لیکن آج وہ مجھے قابل نہیں بھتے کہ مجھے گنگل بھی کریں میں اگر کسی کو یقینی سمجھی دلانا چاہتا ہوں کہ ملک کی فضا کمکر رہنے والی ہے تو وہ مجھے قبیلوں میں اڑا دیں گے۔ لیکن میری آنکھیں نہ جانے کیا کیا دیکھ کر رہی ہیں۔"

"کیا دیکھ رہی ہیں بابا۔ مجھے سمجھی تھا؟"

"تھا۔۔۔ سے قائدہ۔۔۔ بورڈ حاصلہ سانس لے کر بولا۔" تم سمجھی طرح اپنا سر پیشے پھر دے گے اور کوئی تمہاری باتوں پر سینے نہیں کرے گا۔"

"ہو سکتا ہے میں سر پیشے کے بجائے ٹھوں کام کر سکوں، جیونچی کو سمجھی حیرت نہ کھانا چاہئے بابا۔"

"بڑی مصیبت تو یہ ہے کہ تم کبھی حق معلوم ہوتے ہو اور کبھی مغلن۔"

بورڈ حاصلہ کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "اچھا یہ تھا تو چیزیں اس سرنے والے کی آخری جیتیا دیں ہے۔"

"ہاں شایدی یاد ہے۔"

"اس نے کیا کہا تھا۔"

"شاید ملائی کا شربت کہا تھا۔"

"تھیں رائی کا پر بہت کہا تھا۔"

"ہو سکتا ہے سمجھی کہا ہو۔" عمران سرہا کر کہا۔ "مجھے شربت ہی یاد ہے میرے دادا جب مرنے لگے تھے تو انہوں نے سعیرے کا شربت ماننا تھا۔ اسی لئے میں نے کہا شاید اس نے سمجھی کسی حکم کا شربت ہی ماٹا ہو۔ ملائی کا شربت۔"

عمران خاموش ہو کر منہ چلانے لگا۔ جیسے سچھ ملائی کے شربت کی لذت محسوں کر رہا ہو۔

بورڈ حاچند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "بھلام کیا کر سکو گے۔ تمہارا حافظہ بھی درست نہیں ہے۔"

"میں شربت کو پر بہت حلیم کر لوں تو میرا حافظہ درست ہے۔ ورنہ نہیں ہے۔" عمران نے بڑا مان کر کہا۔

"لیکن کیا آپ تائیں گے مرتبہ وقت پر بہت چلانے کی خواہش ہوئی ہے یا شربت پیئی کی۔"

"اس نے رائی کا پر بہت کہا تھا۔"

"رائی۔۔۔" عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر کہا اور پھر نہیں پڑا۔ "واہ رائی کا پر بہت۔۔۔ بھلا کیا بات ہوئی۔" ہو سکتا ہے اس نے رائی کی دیکھی مانگی ہو۔"

"اچھی بات ہے میں اپنے دوستوں کو بھی لے چلوں گا۔"

"یعنی ایسے ہی آدمیوں کو جن پر تمہیں پورا اختیار ہو۔"

"تم اس کی تحریر کرو۔" عران نے کہا۔

روانگی رات پر تمہری۔ بوڑھے نے کہا تھا کہ اس کام کے لئے رات ہی مناسب ہوگی۔

10

صدر غار سے باہر نکلا۔ چاروں طرف چاندنی بکھری ہوئی تھی اور ہوا بڑی خوفناک تھی۔ اس نے دو تین گھنی
گھنی سائیں لیں اور ایک پتھر پر بیٹھ کر گھنٹہ سلاکنے لگا۔ غار کے اندر وہ گھنٹہ کی محسوس کرتا تھا جن دن کو وہ غار سے
باہر نہیں نکلا تھا۔ بھی تو کھانے پینے کا سلسلہ بھی آسان ہی تھا کیونکہ وہ اپنے ساتھ پھلی اور گوشت کے بندوقے سے ساتھ لے لایا
تھا پھلی بار اس نے یہاں ایک ماہ گزارا تھا۔ اس نے اچھی طرح جانتا تھا کہ ان ڈبوب کے شرم ہو جانے پر بھی کھانے کا
سلسلہ کچھ ایسا زیادہ مشکل نہ ہوتا۔ کیونکہ نالے کے جتوں والے جگل میں ایسے پرندے بکثرت ملتے ہیں جن کا گوشت
لذیذ بھی ہوتا ہے اور زرد ہضم بھی۔

لیکن دو تپ نہایت اس کے لئے دبال جان ہو گیا۔ وہ بعض اوقات سوچنے لگتا کہ میں اس کی زبان سے کوئی
تلد بات نہ کل جائے آج یہ دو تین بار گھنٹو کرتے وقت پہنچا یا تھا اور اسے یقین نہیں تھا کہ اس نے دوسری طرف سے
بولنے والے کے سوالات کے سچے جوابات دیتے تھے۔

چاندنی بڑی خوفناک تھی لیکن صدر کا ذہن اس سے بے پرواہ اپنی موجودہ ہم کے متعلق سوچ رہا تھا۔ پہنچیں اس کا
اختتام کہاں اور کس طرح ہو۔ اسے پورے حالات سے آگاہی بھی نہیں تھی۔

دھڑا وہ چونکہ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اس نے کسی حرم کی آواز نہیں تھی۔ لیکن قبل اس کے وہ سنبھالا اسے اپنے
چاروں طرف چار رکھلیں نظر آئیں۔ ظاہر ہے کہ وہ رکھلیں آسان سے نہیں پہنچیں۔ بلکہ وہ چار آدمی ہی تھے جنہوں
نے ان کا رخ اس کی طرف کر رکھا تھا۔

"پربت" وہ چاروں بیک وقت بولے۔

"مگن تحری تحری۔" صدر نے پیساخت کہا۔ لیکن اس کے جواب میں اس نے چار قیفے سے اور لٹک پر بہت پھر
دھڑا گیا۔ صدر نے پھر وہی گن تحری تحری کہا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں چار رکھلیں اس کے جسم سے آگئیں۔

"تم کون ہو۔" ایک نے گرج کر پوچھا۔

"مگن تحری تحری۔"

"یہ کیا بلاتے۔"

لیکن صدر نے اس سوال کا جواب نہیں دیا اس کے دلوں ہاتھ اور پائیں گے تھے۔ اے اتنا موقع بھی تو نہیں ملا تھا

کہ وہ جیب سے اپناریو اور ہی کمال لیتا۔
"اے گار کے اندر لے چلو۔" ایک نے کہا۔
صدر کے جسم پر راٹھل کی نالوں کا دباؤ بڑھ گیا۔ اسے گار کی طرف دھکیلا جا رہا تھا۔ وہ ایک بے چبر آدمی تھا۔ مگر
اس وقت ہاتھ بھر ہلانے کا بھی مطلب ہوتا کہ اس کا جسم جھلکی ہو جائے۔ وہ چب چاپ گار میں چلا گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ
کاش مرلنے سے پہلے وہ ایکسو کو اس تھی اتفاق کی اطلاع دے سکتا۔ ورنہ وہ سکلا تھا کہ وہ کوئی میں رہ کر اس کا کام بگڑ جاتا۔
صدر کو زمین پر گرا دیا گیا۔ ایک راٹھل کی نال اس کے سینے پر رکھ دی گئی اور دو آدمیوں نے اس کی جامہ ٹالائی
لی۔ اس کی جیب سے ایک ریو اور ارتوپ نہایت اسکھڑ ہے آمد ہوئے۔

"تھری تھری کہاں ہے۔" ایک نے پوچھا۔

"میں تھری تھری ہوں۔" صدر بھی اسی اداز میں فرمایا۔ "اب یہ ماق تم کرو دو رہت نتیجے کے تم خود فرمدار ہو گے۔"
"پربت۔" اسی آدمی نے کہا۔
صدر پکھنہ بولا اور وہ لوگ پھر ہٹنے لگے۔ لیکن ایک آدمی جو دوسروں سے خونخوار معلوم ہوتا تھا، فرمایا۔ "تمہیں کس
نے بھجا ہے۔"

"جس نے تم ہیسے احتقنوں کو انکی خدمات پر دی کی ہیں جنہیں تم انعام نہ دے سکو۔" صدر جملائے ہوئے لجے
میں بولا۔

"اے مارڈانا چاہئے۔" ایک آدمی نے مشورہ دیا۔ "اس سے کچھ اگلوالیتا بہت مشکل کام ہو گا۔ وقت تہ براہ
کر دو۔ وہ سکلا ہے یہ تھاں ہو۔"

"یار دیکھا اداخ غتوں میں جل گیا ہے۔" صدر نے بلکا ساتھ پہنچا۔

"تم ہمیں بیوقوف نہیں ہاتکے۔ اب اسی پر تھماری زندگی اور موت کا احصار ہے کہ ہمیں سب کچھ تباہ ہم جنہیں
چھوڑ دیں گے۔"

"تم نئے میں معلوم ہوتے ہو۔" صدر پاگلوں کی طرح چیختا۔ "پاگل ہو گئے ہو جاؤ یہاں سے نکلو۔ یہاں سے
تم دشمن ہو۔ غدار ہو۔ حکومت سے مل گئے ہو۔"

دھڑا پشت سے آواز آئی۔ "تم سب اپنے ہاتھ اور اٹھا لو۔ اگر کسی نے چھپے مڑ کر دیکھا تو یہیں ڈھیر ہو گا۔"

وہ سب نئے میں آگئے اور صدر نے آہت سے اپنے سینے پر رکھی ہوئی راٹھل کی نال ایک طرف ہٹا دی۔

"کیا تم نے نہیں سنا۔ اپنے ہاتھ اور اٹھا، راٹھلیں زمین پر ڈال دو۔" پھر کہا گیا۔

ان پر تارچ کی روشنی پڑ رہی تھی۔ اس پر صدر نے بولنے والے کی آواز صاف پھیلانی لی۔ یہ کیٹھن خاور کے علاوہ
اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔

صدر نے اپنے قریب کھڑے ہوئے آدمی کے الٹر سے ریو اور کمال لیا انہوں نے اپنے ہاتھ اور اٹھا رئی
دائی کا پردہ۔

خاری نیچے اترتا چلا گیا۔ فائرول کی آوازیں وہ اب بھی سن رہے تھے۔ لیکن وہ سب کچھ دہشت زدہ کرنے کے لئے تھا۔ اگر انہوں نے ان دونوں کو دیکھ لیا ہوتا تو ایک آدمی کوئی اور بھی آتی۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ وہ درست طے کرتے رہے۔ جو انہیں نامعلوم گھرائی کی طرف لے جا رہا تھا۔ اکثر انہیں یقین ہو جاتا کہ اب وہ کسی سلی زمین پر کچھ دیر ٹھہر سکیں گے۔ لیکن جب وہ اس سطح گرد کے قریب بیٹھتے تو وہ محض نظر کا دوکار ہوتا ہی اور انہیں اپنا سفر جاری رکھنا پڑتا۔ فائرول کی آوازیں گواہ بھی آرہی تھیں۔ لیکن ان کا فاصلہ بیہاں سے بہت زیادہ معلوم ہوتا تھا۔

کچھ دیر بعد انہوں نے پانی بینے کی آوازیں۔

”اوہ...“ صدر نے کہا۔ ”ہم تو نالے کے قریب آئکے۔ اور یہ ایک چنان کی دراڑیں غالب ہو جاتا ہے اور شاید اس نالے کا سلسہ جھرگ نارنگ پھیلا ہوا ہے۔“

خاری کچھ نہ بولا۔ پھر نالے کے قریب ایسیں بیٹھنے کی جگہ میر ہو گئی۔ بیٹھنے سے جنوب کی طرف نالے کے کنارے کنارے دور تک سطح زمین کا سلسہ پھیلا چلا گیا تھا۔

وہ کچھ دیر کے لئے دہاں رکے اور پھر جنوب کی طرف چل پڑے۔

11

بوز حاسب سے آگئے تھا۔ اس کے پیچے عمران چل رہا تھا۔ پھر چہاں، صدر یعنی اور نعمانی تھے۔ لیکن ان سب کے پیچے ایک اور آدمی تھا۔ جس کی موجودگی کا علم عمران کے سوا اور کسی کو نہیں تھا۔ یہ چھٹا آدمی بیک زیر تھا۔ جو عمران کی ہدایت کے مطابق بیچرے لوگوں کی لامٹی میں ان کے پیچے جمل رہا تھا۔

روشی اور جو لیا اپنے اپنے خیوں میں رہ گئی تھیں اور تو نیکمل طور پر آرام کر رہا تھا۔

کچھ دیر بعد عمران بوز تھے کے رابر پڑنے لگا۔ جنگل سائیں سائیں کر رہا تھا اور زمین... شاخوں سے چمن کر آتے والی چاندنی کی وجہ سے چکبری ہو رہی تھی۔

عمران نے جیب سے سگریٹ کیس نکالا۔

”تم سگریٹ بیو گے بابا۔“ اس نے بوز تھے سے پوچھا۔

”ہاں... لا او۔ اگر سگریٹ پہنہ ہے تو میں نبی لو۔ آگے بہت احتیاط سے چلانا ہو گا۔“

عمران نے سگریٹ کیس اس کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے ایک سگریٹ لے کر ہونتوں میں دبایا۔ لیکن پھر گھبرا کر پیچے ہٹ گیا۔ عمران کے ہاتھ میں ایک چپوٹا سا پتوں چک رہا تھا۔ اس نے اس کا ٹریکر دبایا اور اس کے سوراخ سے آگ کی زبان لکھل پڑی۔

”اوہ لا حل ولا قوت...“ بوز ہائیٹ کا۔ ”یہ سگریٹ کا لائز ہے تم نے تو مجھے ڈراہی دیا تھا۔“

اس نے سگریٹ پتوں کی ہال سے فتحی ہوئی آگ سے سلکیا اور وہ پھر پڑنے لگے۔

صدر نے بڑی پھرتی سے ان کی جامہ ٹھاٹی لی اور ان کی جیبوں سے مخفف ٹم کی چیزیں کال کر ایک طرف ڈیکھ دیں۔ ایک کی جیب سے دیباہی توپ نار انہیں بھی برآمد ہوا جیسا صدر کے پاس تھا۔

کپٹن خاور نے اپنی پشت پر بندھے ہوئے تھیلے سے ریشم کی ڈور کا چھان کالا اور پھر وہ ایک ایک کر کے انہیں پاندھے ہی جا رہا تھا کہ غار کے دہانے کے قریب سے قدموں کی آوازیں آئیں۔

بیہاں ایک موی شمع تھی جس کی روشنی اتنے بڑے ہار کے لئے ہافنی تھی آوازیں قریب آرہی تھیں۔ صدر چھٹ کر غار کے دہانے کی طرف آیا۔ لیکن بہت دیر ہو ہو گئی تھی۔ آنے والے کی تھے اور شاید انہوں نے پھوٹن کو بھی سمجھ لیا تھا۔ کیونکہ دوسرا ہی لمحہ ان میں سے ایک نے خاور پر فائز جھوک دیا۔ مگر خاور کھوڑ رہا کیونکہ اس نے انہیں دیکھتے ہی پوزیشن لینے کی کوشش کی تھی اور صدر نے دو قاز کے دو جنگیں غار میں گھوٹیں اور پھر وہ بھی اچھل کر اسی پھر کے پیچے ہیں گیا جس کے پیچے خاور نے پوزیشن لی تھی۔

خاری کی کوئی موی شمع پر پڑی اور غار میں انہیں ہمراہ گیا اور اس اندر ہیرے میں فائرول کی آوازیں گوئی رہیں۔

”خاور نکل چلو بیہاں سے۔“ صدر آہستہ سے بولا۔

”دہانے کی طرف جانا خطرے سے خالی نہیں ہو گا۔“ خاور نے کہا۔

”دوسرے راستہ۔“

”تو نمیک ہے۔“

”میرا کوٹ پکڑا لو۔“ اور چپ چاپ میرے پیچے چلے آؤ۔“ صدر نے کہا۔

دوسرا ہی لمحہ میں وہ شوٹا ہوا آہستہ آگے بڑھ رہا تھا اور خاور اس کے کوٹ کا دہانہ پکڑے ہوئے تھا۔

تحوڑی دیر بعد انہیں ٹھنڈی ہوا کا جو نکلا نصیب ہوا۔ باہر پہلے ہی کی طرح چاندنی بکھری ہوئی تھی لیکن جیسے ہی انہوں نے دہانے سے سراہمار اکنی گولیاں سننے لی ہوئی ان پر سے گز گئیں۔

”نکلا۔“ خاور جلدی سے بولا۔ ”ورنہ چوہوں کی طرح مار لئے جائیں گے۔“ خادر سب سے پہلے اور آیا۔ مگر وہ

چنان سے چپکا ہوا تھا۔ پھر صدر نے بھی اس کی تھیڈی کی۔

کچھ دیر پہلے کی چاندنی اب صدر کو ہیدگر ان گزری تھی کیونکہ اب بھی چاندنی ان کی موت کا سبب بھی ہے۔

چنان پر لیٹ جانے کی وجہ سے وہ ایک دوسرا چنان کی اوٹ میں ہو گئے تھے ویسے اب انہیں فائرول کے ساتھ ہی ساتھ دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں۔ دفعتہ خاور چنان کا سرا تھام کر دوسرا طرف لکھ گیا۔ صدر نے نیچے دیکھا چنان پر کوڈ جانا مشکل کام نہیں تھا اس طرح وہ کم از کم وقتی طور پر تو محفوظ ہی ہو سکتے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے خاور نیچے کوڈ گیا۔ پھر صدر نے بھی دری نہیں لگائی۔

بائیں جانب ڈھلان تھی اور وہ راست پکھا ایسا تھا کہ وہ اس پر دوڑ بھی سکتے تھے۔

یہ نہ معلوم ہونے پائے کہ اس بہت بڑے خطرے کی بومی نے سمجھی تھی۔ مجھے ان کی نظر وہ میں سڑی اور خبلی ہی رہنے دینا۔ میں نے بکھی ہاتھیں چاہا تھے ہمیشہ کام کی دھن رہی ہے... چلواب وقت برپا نہ کرو ہو سکتا ہے کہ یہ سڑی زندگی کی آخری دوڑ ہوا اور آخری دوڑ کے لئے اب تک زندہ رکھا گیا ہوں... چلو... اب دیر نہ کرو...”

بڑھا آگے بڑھ گیا وہ لوگ اس کے چھپے چلتے رہے۔ کچھ دور چلتے کے بعد انہوں نے بڑھے کو جھلکا دیکھا اور ان سکھوں نے اس کی تقلید کی۔

کافی دور تک انہیں اسی طرح جھک کر چلا چڑا۔ ان کے دفون جانت اورچی اورچی جہاڑیاں تھیں۔ ایک جگہ بڑھے نے ظہر کر رکتے کا اشارہ کیا اور زمین پر بیٹھ گیا۔ وہ لوگ بھی بیٹھ گئے۔ بڑھا گھنٹوں کے بل چڑا ہوا عمران کے قریب آیا اور آہستہ سے بولا۔ ”ہم اس غار سے قریب ہیں اپنی رائلیں یار کرو ہو سکتا ہے... بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ خون کی ندیاں بھی بہر سکتی ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بالکل سنا ہا ہو، لیکن تمہیں ہر خطرے کے لئے یار ہتا چاہئے۔“ ”ہم ہر طرح سے یار ہیں۔ اگر اس کی نوبت آئی تو تم دیکھ لو گے۔ میں دنیا میں اپنی بیوی کے علاوہ اور کسی سے نہیں ڈرتا۔“

بڑھا کچھ نہ بولا۔ وہ پھر جمل پڑے۔ کچھ دور تک تو وہ اسی طرح جھکے ہوئے چلتے رہے پھر بڑھے کو سیدھا کھڑے ہوتے دیکھ کر انہوں نے بھی اپنی پوزیشن میں تبدیلی کر لی۔

پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک ایسی جگہ کھڑے تھے جہاں چاروں طرف قد آدم جہاڑیوں کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا اور ایسا معلوم ہوا تھا۔ جیسے درمیان میں تھوڑی سی جگہ خاص طور پر صاف کی گئی ہو۔ ”بالکل یار رہو۔“ بڑھے نے آہستہ سے کہا۔ ”اپنی رائلیں شانوں سے اتار لاؤ۔“

سب سے پہلے عمران نے اپنی رائلیں ہاتھ میں لی اور پھر اس کے ساتھیوں نے بھی ہاتھی کیا۔ ”آؤ۔“ بڑھا ایک طرف جہاڑیوں میں گھس چڑا۔ وہ بڑی پھر تی سے جہاڑیاں بٹانا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ جہاڑیاں کا نہیں دار نہیں تھیں اس لئے وہ نہیات آسانی سے چلتے رہے۔ لیکن جہاڑیوں کی سربراہت سے فضا گئی رہی تھی۔

”کافی شور ہو رہا ہے۔“ عمران آہستہ سے بولا۔ ”پرواہ نہ کرو، اگر ان میں سے کوئی اس طرف موجود ہو گا تو یہ سربراہت سن کرو“ ”پربت“ تھی کہے گا اور ہمارے پاس اس کا جواب موجود ہے۔ بڑھے نے الہمیان دلایا۔

وہ بڑھتے رہے لیکن ”پربت“ یا ”رائی کا پربت“ کی نوبت نہیں آئی۔ بڑھا پھر ایک جگہ رک گیا۔ یہ حیثیت کی غار کا دہان تھا۔ لیکن اس کے آس پاس کا نہیں دار جہاڑیاں تھیں اور اس کی ظاہری حالت سے یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اس سے لوگوں کی آمد و رفت رہتی ہو۔

بڑھا بے خطر اندر گھس چڑا۔ اس نے عمران سے کہا تھا کہ وہ تاریخ روشن کر لے۔ کچھ دور چلتے پر عمران نے سکھوں کیا کہ وہ تو ایک اچھی خاصی سرگفتار تھی بڑھے کو قتل ان سکھوں سے لے لے ہوا تھا۔

عمران نے اپنے تینوں بھائیوں کو بھی سرگفتار چیز کے تھے اور انہیں اس پر حیرت ہوئی تھی کیونکہ انہوں نے عمران کو بھی سرگفتار چھپے نہیں دیکھا تھا۔ وہ اپنے چھتے رہے، کبھی کبھی کوئی آلوچنی المحتا اور اس کے ساتھی دوسرے مختلف حرم کی آوازیں آتیں۔ کچھ دور ہر بحدبڑا چالا۔ ”اب اب احتیاط کی ضرورت ہے سرگفتار وغیرہ بھجا دو اور جھک کر چلو تو زیادہ بہتر ہے۔ ہم با ایک جانب مڑیں گے آگے جھک کر نہ طے تو یقین سے دیکھ لئے جانے کا امکان ہے۔ یہاں سے کچھ صاف دکھائی دے گا۔“

”مجھے تو نہیں دکھائی دیتا۔“ عمران آسکھیں پھاڑتا ہوا بولا۔

”بھی نہیں۔ جب ہم ادھر مڑ کر کچھ دور جیس کے تو یقینی طور پر دکھائی دے گا۔“

”اوہ تو کیا تمہارا خیال ہے کہ اس کچھ میں بھی ان لوگوں کے آدمی موجود ہوں گے۔“

”کیوں؟“ بڑھا غصیلی آواز میں بولا۔ ”میں شام کو اتنی دیر جھک نہیں مارتا رہا تھا۔ یہ بات تمہاری سمجھ میں کیوں نہیں آئی۔ میرا خیال ہے کہ وہ آدمی جو آج قتل کیا گیا ہے انہیں لوگوں میں سے تاجیوں میں لیکن لیکن قتل و حرکت کے ذمہ دار ہیں۔“

”آخوند بھائی۔“

”اس بنا پر کاس نے رائی کا پربت کیا تھا۔“

”وہ شاہزادی بھی کہہ سکتا تھا۔ کیونکہ مر رہا تھا۔ پھر... وہ رائی کا پربت ہی کی تھیں اس کا مطلب کیا ہوا۔“

”اس کا مطلب اسی نہیں جانتا کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ گریہ خاورہ صرف انہیں لوگوں میں رائی ہے جب ایک آدمی اپنے گردہ کے کسی دوسرے آدمی سے ملا ہے تو ”پربت“ کہتا ہے اور دوسرا شاید جواب میں ”رائی کا پربت“ کہتا ہے۔“

”تم نے کہا سنا تھا۔“ عمران نے پوچھا۔

”میں ایک باراہی غار کے قریب چمپا ہوا تھا کہ کچھ لوگ بڑے بڑے صندوق اخانے وہاں آئے۔ غار سے ایک آدمی لکھا اور اس نے انہیں لکھا۔ یہ لکھا پربت پربت کے علاوہ اور کچھ نہیں تھی جواب میں اس آدمی نے ”رائی کا پربت“ کہا تھا، جو آتے والوں کے آگے مل رہا تھا۔“

”اوہ... تو یہ پربت اور رائی کا پربت پاس سوراڑ زندگی ہو سکتے ہیں۔“ عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔

”بہت اچھتے۔“ بڑھا خاموش ہو کر بولا۔ ”میں نے قلعہ نہیں کھا تھا کہ تم جو کچھ نظر آتے تو یہ حیثا وہ نہیں ہو۔“

”ٹھہر گر تم اس وقت کیا کرو گے۔ فرض کرو... ہم نے انہیں دیکھی ہی لیا تھا۔“

”میں تمہیں دکھا کر سکد وش ہو جاؤں گا۔ ہر تمہارا جدول چاہے کرنے میں یہ بھی پسند نہیں کروں گا کہ اس معاملے میں کسی سرگفتار نہیں ہی لایا جائے۔ ان سیاست دالوں اور بڑے آدمیوں کا دل نہ توڑنا جو مجھے اب کی قابل نہیں سمجھتے۔ انہیں داشتی کا پربت

سموں نے انکار کر دیا۔ کیونکہ اس وقت وہ عمران پر بڑی طرح ٹاؤ کھا رہے تھے۔

عمران نے اپنا سگریٹ سلاک کر لائٹر جیب میں ڈال لیا اور اب وہ نہایت المیمان سے دھوئیں کے پاول منتشر کرتا ہوا بڑھ کے کوشہ ہاڑا گھوٹے سے دکھر رہا تھا۔

دھنٹ ایک آدمی نے سرگن سے اس عارمیں آ کر کہا۔ ”ایک آدمی اور بھی تھا جس نے یہاں داخل ہونے کی کوشش کی تھی۔ لیکن ہم اسے نہ پکڑ سکے وہ کلی گیا!“

”پوادہ مت کرو۔“ بڑھے کی آواز گوئی۔ ”سرگن کے دہانے پر دشمن گھسیں رکھو اور جو کوئی بھی اندر آنے کی کوشش کرے اسے بے دریغ بھوتے ٹپے جاؤ۔“

پھر عمران کی طرف دیکھ کر غایبا۔ ”کیا تمہارا کوئی آدمی تمہارے پیچے آ رہا تھا۔“

”نہیں تو۔“ عمران نے بڑی مصوبیت سے جواب دیا۔ ”ہم تو چار ہی آئے تھے۔“

اور پھر اپنے ساتھیوں کی طرف مُر کر بولا۔ ”اے اتم لوگ گھبراہیت یہ سب بھوت ہیں۔ میں انہیں چکلی بجاتے ہو اکروں گا۔ مجھے بھی بڑے بڑے منڑیاں ہیں۔ میں نے ساتھیا یہ بڑھا لوگوں کو جگل میں لے جا کر اپنی تائیں بدروہوں کے حوالے کر دیتا ہے۔ لہذا میں نے کہا اسے اُتو ہنا چاہئے اور اب میں اس وقت اسے اُتو ہنا رہا ہوں۔“

”تم مجھے اُتو ہنا سکتے ہو ہیں۔“ بڑھے نے زم لبھ میں کہا۔ ”تمہارا یہ ساتھی بچکلی رات اکارڈیں بھارہاتا اور وہ عورت ناق ریتی تمہارے کسی آدمی نے اس ٹھکاری کی آئین چڑا دی۔ مھن یہ دیکھنے کے لئے کہ اس کے ہاڑو پر توپ کی تصور ہے یا نہیں۔ میں تمہیں اچھی طرح پیچا ہوں کہ تم بہت خطرناک آدمیں عمران... مگر سراغِ رسانی کے ڈاڑھیکڑ جزل، مسڑ جان کے لڑکے، جس کی شہرت میں نے بہت سی ہے۔ تم اس وقت سے توپ کی تصوروں کے پیچے ہو جب دار الحکومت میں ایک ٹرک اٹک گیا تھا جس سے رائفلیں برآمد ہوئی تھیں اور حادثے میں کام آنے والے ڈرائیور کے ہاڑو پر توپ کی تصوری طی تھی۔ تم اس تھیم کے سرخوں کے پکڑ میں تھے۔ سنو! نئے پیچے میں ہوں اس تھیم کا سرخ۔ میں وہ انتخاب لا دیں گا کہ موجودہ سیاست دانوں کے دانت کھٹے ہو جائیں گے۔ میں ان کوں کو دھا دیں گا کہ میں کیا ہوں۔ جنہوں نے مجھے ایک خالی ڈپر بکھر کر کباڑا گانے میں پھیک دیا تھا۔

”مگر میں...“ عمران اپنے سینے پر ہاتھ مار کر بولا۔ ” وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں تیر کا ہرل بیکھ کر سر پر اٹھائے اٹھائے پھر دیں گا۔“

”تم اب سینیں دفن ہو جاؤ گے۔“ بڑھے نے سکرا کر کہا۔ ”مگر نہیں میں تمہاری لاشیں یہاں چھوڑ کر بھاگتا ہوا پہلیں چک جاؤں گا اور انہیں اطلاع دوں گا کہ میں نے چھائی پر چار لاشیں اور دیکھی ہیں وہ جانتے ہیں کہ میں اکثر چھائی پر بھی راتیں گزارتا ہوں اور یہ تو تم دیکھی ہی پچھے ہو کر وہ مجھے کیا سمجھتے ہیں۔ عمار تم کے سیاست دانوں اور لیڈروں نے ضرور مجھے حصہ محظیٰ بنادیا ہے لیکن عام آدمی کی نظر میں میری کتنی وقت ہے۔ تم دیکھی ہی پچھے ہو۔“

دھنٹ پھر ایک آدمی بھاگتا ہوا اندر آیا اور اس نے ہاتھ پتھر ہوئے کہا۔ ”دو آدمی مر گے۔“

اس نے اسے قدرے بھج کر چلتا پڑ رہا تھا۔ دوسرا سے لوگ بھی اگر بھوٹ کے بل کھڑے ہونے کی کوشش کرتے تو ان کے سر پتھی طور پر پھر دیں سے لگراتے۔ بناوٹ کے اختیار سے یہ سرگن قدرتی ہی معلوم ہوئی تھی۔

ایک جگہ انہیں سرخ روشنی کا دائرہ سانظر آیا۔ شاید یہ اس سرگن کا اختتام ہو۔ بڑھے نے رک کر دوسرا طرف جھاناکا اور پھر پلٹ آیا۔

”بہت آئیں گے سے آؤ۔“ اس نے عمران سے کہا۔ ”دو آدمی دہاں سور ہے ہیں۔“

پھر وہ آگے بڑھ گیا۔ دو تین قدم پلے کے بعد عمران بھی اس کے برابر ہی تھا۔

یہ جگہ بہت کشادہ تھی اور یہاں تین بہت بڑی مشطوں کی سرخ روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ درمیان میں لا تعداد انکلوں کا ایک ڈیر نظر آرہا تھا اور اس کے قریب ہی دو آدمی پڑے سور ہے تھے۔ وہ آہست آہست پلے ہوئے اس ڈھیر کے پاس جا پہنچ۔

لیکن اچاک... عمران کے ساتھیوں کے اوسان خطا ہو گئے کیونکہ انہوں نے خود کو دیں بارہ آدمیوں کے نزدے میں دیکھا۔ جن کی رائفلیں ان کی جانب اٹھی ہوئی تھیں اور یہ لوگ ان پڑے پھر دیں پر اس کی اوث سے نکلے تھے، جو انکلوں کے ڈھیر کے چاروں طرف بکھرے چڑے تھے۔

”اپنی رائفلیں زمین پر ڈال دو۔“ ایک آدمی نے گوئیل آواز میں کہا۔

سب سے پہلے عمران کی رائفل زمین پر گری اور پھر اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی تقدید کی۔

”اب کیا ہو گا بابا۔“ عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

لیکن بابا کے ہونٹوں پر ایک بڑی زہریلی میں مکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ وہ قلی شہنشاہوں کی شان سے چلا ہوا رائفلوں کے ڈھیر پر آبیٹھا۔

”میرے بچے۔“ اس نے اپنا دہنا ہاتھ اٹھا کر کہا۔ ”بابا بھیں بھی مشورہ دے گا کہ اپنی کہانی سنا داوا۔“

پھر اس نے ان دو فوں آدمیوں کو چاہٹ کر کے کہا جو چند لمحات پلے وہیں پڑے سور ہے تھے۔ ”ان کے ریا الور بھی لے لاؤ۔“

یہ کام بھی آنکھا ہو گیا۔ عمران کا پہنچوں نما سگریٹ لائٹر بھی لے لیا گیا۔

”کیا میں سگریٹ پیش کروں بابا۔“ عمران نے سگریٹ کیس کھولتے ہوئے کہا۔ ”میں آپ کا مٹکر ہوں گا۔ اگر آپ میر لائٹر بھیجا دے اپنی دلوادیں۔ ریو اور تو انہوں نے لے لیا۔ انہیں میری طرف سے اپنے الجھنڈ میں جن کر لبھے۔ تا کہ میں خدا کو منہ دکھانے کے قابل رہ سکوں؟“

”میں تمہاری صلاحیتوں کا مترف ہوں بچھ تم لومزی کی طرح چالاک اور شیر کی طرح ٹھرہو۔ اس کا سگار لائٹر واپس کر دیا جائے۔“

لائٹر عمران کو واپس مل گیا۔ اس نے ایک سگریٹ خود پی اور اپنے ساتھیوں کی طرف بھی سگریٹ کیس پڑھا لیا۔

"یقین کو میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے۔ عمران نے کہا اور لائسٹر سے سگر ہٹ سلا گئے تھے۔

پھر بڑھا اس کے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا تھا کہ عمران بکلی کی سرعت کے ساتھ اس کے ساتھ اس کی پشت سے ریا اور نما لائسٹر لگتا ہوا بولا۔ اپنے آدمیوں سے کہو کہ رائفلیں پھیک دیں ورنہ میں جھیں گوی مار دوں گا۔
یقین نہ ہوتی یہ کیمبو۔

بس ایک پل کے لئے لائسٹر بڑھے کی پشت سے ہنا اور اس کا ایک آدمی منڈ کے مل یعنی گر پڑا۔ جس کی وجہ سے پورا غار جنگنا اٹھا۔ لائسٹر سے فلی ہوئی گولی اس کی پیشانی پر پڑی تھی۔ فائز کی آواز بھی سننی تھی تھی۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی ہوا کہ بڑھا اس سے لائسٹر نہ چھین سکا۔ اب وہ بھراں کی پشت سے جانا تھا۔

"میں اس بڑھے کو بھی اسی طرح مار دلوں گا۔" عمران نے اس کے آدمیوں کو لکھا رکا۔ ورنہ تم لوگ اپنی رائفلیں پھیک کر اپنے ہاتھ اور اخالوں سے بڑھے تم بھی ان سے کہو کہ رائفلیں پھیک دیں۔ ورنہ میں یعنی جھیں مار دلوں گا۔ رائفلوں کے اس ڈیمیر کے قریب تمہاری ااش خودی سب کچھ کہدے گی اور میں پولیس کو رپورٹ دینے سے بھی بچ جاؤں گا۔"

"تم لوگ رائفلیں پھیک کر اپنے ہاتھ اور اخالوں۔ بڑھے نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"انہوں نے اس کے کہنے پر عمل کیا اور اپنے ہاتھ اخالوں سے دفعتہ دفعتہ چوہاں نے کہا۔ "مران زندہ ہا۔"
نمیک اسی وقت ایک آدمی بھاگتا ہوا اندر آیا اور پھر ایک دلدوڑ جی کے ساتھ رنگ کے دہانے کے قریب ہی ڈیمیر ہو گیا۔ اس کی پشت سے خون کا فوارہ جاری تھا۔

رنگ سے آواز آئی۔ "دہاں میری مدد کی ضرورت تو نہیں ہے۔"

"نہیں۔" عمران نے حباب دیا۔ "دہاں سب نمیک ہے۔ مگر باہر خیال رکھنا ضروری ہے۔"
عمران کے ساتھیوں نے محضوں کیا کہ وہ ایکس ٹو ٹو کی آواز تھی اور عمران نے دل ہی دل میں تعریف کی تھی کہ بلکہ زیر داں وقت بھی ایکس ٹو ٹو کی لفظ اتنا رتے میں کامیاب رہا تھا۔

"چوہاں تم ان کی رائفلیں اٹھا کر ایک طرف ڈال دو۔" عمران بولا۔ "اور یہ بھی دیکھو کہ ان کے پاس ریا اور تو نہیں ہیں۔"

"میں ملک کی نجات کا باعث بننے والا تھا۔ تم یہ تو سوچ۔" بڑھا بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"میں بھی بڑی دیر سے بھا سوچ رہا ہوں کہ اب ملک کی نجات ہو جائے گی۔" عمران نے ملک لے چکر لے چکر جواب دیا۔

دفعتہ بڑھا نہ کہ مل زمین پر گر پڑا اور گرتے ہی اسی دلتوی جہاڑی کہ عمران سختے سے پہلے ہی اچھل کر رائفلوں کے ڈیمیر پر چاپا۔ اور بڑھے کے ساتھی چوہاں، صدیقی اور نعمانی پر پوٹ پڑے۔ ان تینوں کو اپنے ریا اور سنبھالنے کی
مہلت نہیں تھی۔ لیکن وہ تینوں بھی بہترین تم کے رکا باز تھے۔

"کیا... کون... دو آدمی؟" بڑھا چکر کر بولا۔

"وہ جو شین گھوں پر بیٹھے تھے۔"

"کیسے مر گئے۔"

"پہلے نہ ہوتی یہ کیمبو۔ غالبہ وہ سائنسٹر گی ہوئی رائق سے فائز کر رہا ہے۔ فائز کی آواز نہیں سنائی دیتی۔"

"تم سب احتیٰ ہو گئے ہو۔ اسے تلاش کرو۔" بڑھا دہاڑا۔

اور چار آدمی دہاں سے چلے گئے۔ اب صرف آٹھ رہ گئے تھے اور ان کی رائفلیں عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف آئی ہوئی تھیں۔

"تو تم اس لئے یہاں انقلاب لانا چاہیے ہو کہ یہاں کے لیڈروں نے جھیں نظر انداز کر دیا ہے۔" عمران نے بڑھے سے پوچھا۔

"ہاں... میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ ایک خالی ڈپ کیا کر سکتا ہے۔"

"اور اس انقلاب کے لئے تم ایک بیرونی طاقت سے مدد لے رہے ہو۔"

"یقیناً مجھے فخر ہے کہ میں اس بڑی طاقت کو بھی آؤ بنا نے میں کامیاب ہو گیا ہوں... خالی قبہ... ہا... موجودہ دوسرے اٹھم نے ایک بار مجھے خالی ڈپ کہا تھا۔"

"اس لئے تم ملک میں ایک غیر ملکی نویعت کا انقلاب لانا چاہیے ہو۔"

"تم کیا کہتا چاہیے ہو۔" بڑھے نے سکرا کر پوچھا۔

"میں یہ کہتا چاہتا ہوں کہ تم کتے ہو۔ بلکہ کہا بھی تم سے برتر ہے کیونکہ وہ اس گمراہ بد خواہ تھیں ہوتا جس میں رہتا ہے۔ چاہے اس گمراہ کوئی فرد اس پر دن رات پھری کیوں نہ بر ساتا رہتا ہو۔"

"خاموش ہو۔" بڑھا غریبا۔ "ورنہ میں تمہاری زبان بھی لوں گا۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ آہستہ آہستہ بڑھے کی طرف پڑھ رہا تھا۔

"ٹھہرہ۔" ایک آدمی نے گرج کر کہا۔

"نہیں آئے دو میں دیکھوں گا کہ یہ کیا کہتا ہے۔" بڑھے نے فس کر کہا۔

عمران اس کے قریب جا کر رک گیا اور جیب سے سگر ہٹ کیس کا کل کر ایک سگر ہٹ خود لیا اور سگر ہٹ کیس بڑھے کی طرف پڑھا تاہما بول۔

"ایک سگر ہٹ اور لوپا بایہ میرا آخری دوستائے تھے ہوگا۔ اس کے بعد تو تم میرا لاش یعنی لے جاوے گے۔"

"نہیں یہ ضروری بھی نہیں کہ میں جھیں ماری ڈالوں گردو آدمی کوں ہے جس نے میرے دو آدمیوں کو مارا۔"

بڑھے نے ہاتھ کے اشارے سے سگر ہٹ لینے سے اٹھا کرتے ہوئے کہا۔

ادھر عمران اور بوزہ میں رائلیں جل ری جس سینی رائلیں لائی کی طرح استعمال ہو رہی تھیں۔ بوزہ عمران سے قدیم اوپچا تھا اس لئے بارہ پار اس کی کوشش ہوتی تھی کی طرح ایک ہی ضرب میں عمران کا سر پاش پاش کر دے۔ لیکن عمران نے اس کا موقع فیض دیا تھا یا تو وہ اس کا وار خالی دھایا رائلی پر روک لیتا۔ دیے یہ حقیقت تھی کہ وہ بوزہ سے کی غیر معمولی قوت کا مترف ہو گیا تھا۔ جب بھی وہ اس کا وار رائل پر روکتا اس کے ہاتھ جھینٹا شستہ و جھنجڑا کیا تھا کیونکہ بوزہ حاصل ہوا بھی بہت تھا۔ ابھی تک عمران بھی اس کے جسم پر چوتھ مارنے میں کامیاب نہیں ہوا تھا۔ جنچلاہٹ کے عالم میں اس کے ہاتھ پکجھ اور زیادہ تجزی سے چلتے تھے۔ ایک بار جو اس نے موڑھاٹا کر پاٹ مارا تو بوزہ حاصل بھوکا کھا گیا۔ جیسے ہی عمران کی رائلی اس کی پنڈلی پر پڑی وہ کسی تار و درخت کی طرح ڈھیر ہو گیا اور پھر دوبارہ انھا تو نہیں تھے بلکہ اب عمران اسے سخنے کا موقع کہاں دے سکتا تھا۔

سر پر پٹنے والی دو ہی ضربوں نے اسے ساکت کر دیا تھا۔

دوسری طرف اس کے آٹھوں آدمی عمران کے ساتھیوں پر پٹے پڑ رہے تھے۔ عمران وہی رائل سنبھالتے ہوئے ان پر پٹ پڑا اور ذرا ہتھی کی دیر میں صرف صد میلی، چہاں اور تھماٹی کھڑے رہ گئے۔ وہ تینوں حیرت سے کبھی عمران کو دیکھتے اور کبھی نہیں کو۔ ”یار واقعی تم... پڑھیں کیا ہو۔“ چہاں مجرمی ہوئی آواز میں بولا۔

12

دوسری دوپہر جھرگ ہار کے لئے ایک تاریخی دوپہر تھی۔ کیونکہ وہ اب شکاریوں کے کمپ کی بجائے فوجیوں کا سکپ بن گیا تھا اور عمران کی جیشیت اس قائم کی تھی جس نے تھا لکھاڑی ہائی ہو۔ ایک نو اور اس کے ساتھی میں مھر میں چلتے گئے تھے۔ یہ مرف عمران اور اس کے ناطع ساتھیوں کا کارناٹہ تھا۔ عمران نے بھیت ایک نوڑا نسل پر جولیا کو سمجھا دیا تھا کہ اگر اس موقع پر یہ کامیابی عمران ہی کے سر زندگی گئی تو ایک نو اور اس کے ساتھی مھر مام پر آجائیں گے۔

ہمال جنگل میں وہ دو ساکن میں رہیں تھے، جو ایک نوکی پر ڈھونڈ پڑھی کر رکھتے۔

عمران نے فوج اور پولیس کے حکام کو عیان دیا تھا اور جو حصہ میں ان لوگوں کی گھر میں تھا اور جس کی وجہ وہی تصویر تھی جو بعض مرتبے والوں کے ہاتھوں پر پائی گئی تھی۔ آخر کار وہ اس گروہ کے سرخنکو پانے میں کامیاب ہو گیا۔ بوزہ حاہرہت زیادہ رُثی ہو گیا تھا لہذا سے فوجیوں کی گرفتی میں ہوائی اڑہ کے چھپاٹ میں بھجوادیا گیا تھا۔ گر شام ہوتے ہوئے اس کی موت کی خبر آگئی۔

اسی شام کو جولیا اور دوسرے ماتحت عمران کے خیمے میں اکٹھا ہوئے صدر اور خاور بھی وہاں اپنی کامیلوں سمت پہنچ گئے تھے۔ یہ اور بات ہے کہ ان کی جیشیت ٹھکے ہوئے گدھوں سے زیادہ نہ رہی ہو۔

عمران جولیا سے کہہ رہا تھا۔ ”جھیں کیوں نہ پہنچ پر مجھوں کیا تھا۔ یہ ایک نو کا حکم تھا وہ دراصل ایک شکاری کی آئین پھاڑ کر اس کے بازو پر تپ کی تصویر دیکھنا چاہتا تھا۔“
”لیکن آئین پھاڑی کس نے تھی۔“ جولیا نے پوچھا۔
”خود ایک نہ نہیں۔“
”نہیں۔“ جولیا کے لہجے میں حیرت تھی۔
”اور کمال تو یہ ہے۔“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”کہ میں اس کے قریب ہونے کے باوجود بھی اس کی ٹھیک نہ دیکھ سکا۔ کتنا پھر تھا ہے؟ کام کیا اور یہ چادہ جا گا۔ یہ تو اس شکاری کے ساتھیوں سے معلوم ہوا تھا کہ وہ کوئی واڑی والا تھا۔ اب پہنچنیں وہ بھیج دیا گی اور کہتا ہے یا میک اپ میں تھا۔“
”کیا جھیں یقین تھا کہ بوزہ حاصل ہو کا دے کر وہاں لے چاہا ہے۔“ جولیا نے پوچھا۔
”ہرگز نہیں، میں بھی کہتا تھا کہ وہ ایک اچھا رہبہ ثابت ہو گا۔ لیکن ایک نو مظلوم نہیں تھا۔ تم نے دیکھا کہ کس طرح اپنے لئے کام کرنے والوں کی خصافت کرتا ہے۔“
”وہ علمی ہے۔“ چوبان ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”اور پھر اس کے بعد تم ہی ہو سکتے ہو۔ اگر تمہارے پاس وہ حیرت انگیز پستول نہ ہوتا تو اس وقت ہماری لاٹھیں چوکی میں پڑی ہوتیں۔“
”میں ایسے دو ایک شعبدے ہر وقت جیب میں ڈال رکھتا ہوں۔“
”اچھا جو ہی۔ تو یہ کوئی طرف سے بہت سا پیار پہنچا ہا اور کہہ دیا اگر وہ اتفاق سے یہاں نہ ہو گیا ہوتا تو یہ کام آتی آسانی اور جلدی سے نہ پہنچتا۔ نا... اب میں آرام کروں گا۔“
ان کے جانے کے بعد روشنی نے پوچھا۔ ”اگر تم بوزہ سے کے متعلق وہ کوئی تھے تو تم نے اپنے بیچے بیک زیر دو کوئوں لگایا تھا۔“
”ہاں سیں! تم زندہ رہ گئی ہو۔ میرا بھیجا چائے کے لئے۔“
”ہتاو...“ روشنی آنکھیں نکال کر بولی۔
”اچھا۔“ عمران نے شنیدی سائنس لے کر کہا۔ ”یقین کرو کہ میں ہو کر کھا گیا تھا۔ پہلے تو مجھے اس بوزہ سے پر شہر ہوا تھا۔ مگر جب اس نے رہنکوں کے ڈیوروں پر بہت اور رائی کے پر بہت کا تذکرہ چھیڑا تو میں لیکی سمجھا کہ وہ ان لوگوں کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے۔ لیکن اگر وہ ان میں سے ہوتا تو ان باتوں کا تذکرہ نہ کرتا۔ بلکہ زیر دو کو تو اس نے بیچھے آنے کی پہاڑت کی تھی کہ کہیں متول شکاری کے ساتھی ہمارا تھا قبض نہ شروع کر دیں۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ اس کے تھے دوستوں میں سے نہیں تھے بلکہ اسی نظام سے قابل رکھتے تھے وہاں طرح اچاک غائب کیوں ہو جاتے۔ مجھ سے انہیں کمپ میں کسی نہیں دیکھا۔“
”مگر تم بھوت۔ اس کے باوجود بھی ان لوگوں پر چھا گئے۔“ روشنی اسے پیار بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔

"اے باپ رے... ہپ" - عمران تھوک نگل کر بولا۔ "یہ تم مجھے کیسے دیکھ رہی ہو آئی... اگر ذمیتی نے دیکھ لای تو
جنوں کو گولی مار دیں گے"۔

"کہنے گدھے" - روشنی نے جلا کر درمیان میں رکھی ہوئی میز عمران پر دھکیل دی اور وہ میز سمیت زمین پر آیا۔
"اس سے تو بھی بہتر ہے..." عمران اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا اس پر کر بولا۔



ختم شد